ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃالمبارک ٢٠/ فروری ١٩٩٨ء شمارہ ٨
٢٢/ شوال ١٤١٨ ہجری ☆ ٢٠/ تبلیغ ١٣٧٨ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ایمان ایک قوّت ہے جو سچّی شجاعت اور ہمّت انسان کو عطا کرتا ہے

"خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا، مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک ہی سے ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی کہ اس طرح پر ایک بیکس ناتواں انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہم کو کوئی ثواب ملے گا۔ ظاہری آنکھ تو اِس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑے گا اور وہ چکنا چُور کر ڈالے گا اسی طرح پر ہم ضائع ہو جائیں گے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے اِن مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مر جانا اس کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ اُس نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ تھی اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دُکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر ایمان ہی غالب آیا اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے، جس کو ناتواں اور بیکس کہتے تھے اس نے ایمان کے ذریعہ اُن کو کہاں پہنچادیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکارا ہوا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ ایمان کی بدولت وہ جماعت صحابہؓ کی نہ تھکی اور نہ ماندہ ہوئی بلکہ قوت ایمانی کی تحریک سے بڑے بڑے عظیم الشان کام کر دکھائے اور پھر بھی کہا تو یہی کہا کہ جو حق کرنے کا تھا، نہیں کیا۔ ایمان نے ان کو وہ قوت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کا دینا اور جانوں کا قربان کر دینا ایک ادنیٰ سی بات تھی اور اہل اسلام میں جبکہ ابھی کوئی بیّن نتائج نظر نہ آتے تھے دیکھو! کس قدر مسلمانوں نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کیسی کیسی تکلیفیں اور مصیبتیں محض لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحمَدٌ رَسُولُ اللّٰهِ کہنے کے بدلے برداشت کیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ سر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی اور یا ایک یہ زمانہ ہے کہ باوجود اس کے کہ مخالف اس قسم کی اذیتیں نہیں دیتے، ایک عادل گورنمنٹ کے سائے میں رہتے ہیں، سلطنت کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی، علومِ دین حاصل کرنے کے پورے سامان میسر ہیں، ارکان مذہبی ادا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہے، ایک سجدہ کا کرنا بارِ گراں معلوم ہوتا ہے۔ غور تو کرو، کہاں سر اور کہاں صرف ایک سجدہ! اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج ایمان کیسا انحطاط کی حالت میں ہے"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ٢٠٦، ٢٠٧)

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور اس سے بچنے کا راز ﴿رَبنَا ظَلَمْنَا اَنفُسَنَا...... الخ﴾ کی دعائیں ہے

یہ عزم لے کر تبلیغ کی راہ میں سفر کریں کہ ہمارے بیان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

جب دشمن آپ کی بات نہیں مانے گا تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے نہ ماننے کا غم محسوس کریں اور غم صبر اور دعاؤں میں تبدیل کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ٦/ فروری ١٩٩٨ء)

لندن (٦/ فروری) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ الاعراف کی آیات ١٥ تا ٢٤ تلاوت فرمائیں۔ اور فرمایا کہ گو ان آیات کے مضامین میں پہلے بھی کئی بار پیش کر چکا ہوں مگر آج ایک خاص ارادے کے ساتھ دوبارہ تلاوت کی ہے۔ اور بعض باتیں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ حضور نے ان آیات میں مذکور مضامین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو مکالمہ ہوا ہے اور جب شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ قرار دیا ہے تو اس نے کہا کہ میں صراط مستقیم پر بیٹھ کر تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ شیطان بیٹھتا ہی صراط مستقیم پر ہے۔ جو ٹیڑھی راہوں پر چل رہا ہو وہ تو پہلے ہی بہکا ہوا ہے۔ شیطان کو کیا ضرورت ہے کہ اسے گمراہ کرے۔ شیطان صراط مستقیم پر ہر بھیس میں آتا ہے، ہر پہلو سے حملہ آور ہوتا ہے۔ چنانچہ شیطان نے کہا کہ میں ان کے سامنے سے بھی آؤں گا، ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے

باقی صفحہ نمبر ١٦ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ٣١/ جنوری ١٩٩٨ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں کے ساتھ ملاقات نمبر ٥٨ کا پروگرام جو ٦/ اپریل ١٩٩٦ء کو ریکارڈ ہوا تھا دوبارہ نشر کیا گیا۔

اتوار یکم فروری ١٩٩٨ء :

آج بچوں کی اردو کلاس جو ٣١ جنوری ١٩٩٨ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر کی گئی۔

سوموار، ٢/ فروری ١٩٩٨ :

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ٩٧ نشر مکرر کے طور پر براڈ کاسٹ کی گئی۔

منگل ٣/ فروری ١٩٩٨ :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ٢٢٥ ریکارڈ کی گئی جو سورہ سباء کی آیت نمبر ٣٩ سے شروع ہوئی۔

آیت نمبر ٣٩ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو ہماری آیات کو ناکام اور نامراد دکھانے کی کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں سرکشوں کے سرداروں کی طرف اشارہ ہے۔ عامۃ الناس کم ملزم ہوتے ہیں لیکن کوئی بھی بغیر جرم کے پکڑا نہیں جائے گا۔

آیات ٤١ تا ٤٣ میں قیامت کے دن فرشتوں کے ساتھ مکالمہ کا ذکر ہے جس میں فرشتے تمام منکرین کے بارے میں کہیں گے کہ اے خدا تو پاک ہے اور ہمیں ان کے شر اور فتنے سے بچانے والا ہے۔ ان لوگوں کی اکثریت اپنے تصورات کی عبادت کرتی تھی۔

منکرین نبوت کے نبی کی تعلیم کو جادو قرار دینے کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دشمنوں کی تمام معاندانہ کوششوں اور اشتعال انگیز جذباتی دلیلوں کے باوجود جب نبی کا پیغام لوگوں پر اثر انداز ہو جاتا ہے تو یہ چیز ان کو جادو دکھائی دیتی ہے یعنی نبی کے دلائل کی برتری کو اوچھے رنگ میں قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ آیت نمبر ٤٥ میں مشرکین مکہ بالخصوص پیش نظر ہیں۔ لیکن عرب ہی میں اہل کتاب بھی موجود تھے اور نذیر بھی آتے رہے لیکن سورہ جمعہ کی آیت نمبر ٦ 'کَمَثَلِ الحِمارِ یَحملُ اَسفَارا' کے مطابق کتاب سے براہ راست علم حاصل کرنا مفقود ہو چکا تھا اور لوگ کتاب کو اپنے خیالات کے مطابق ڈھال لیتے تھے۔

آیت نمبر ٤٧ میں مرکزی نکتہ یہ بیان ہوا ہے کہ تم اللہ کے حضور انفرادی طور پر یا دو دو یا اس سے زیادہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں اکٹھے بیٹھ کر غور کرو تو اس حتمی نتیجے پر پہنچو گے کہ تمہارے ساتھی یعنی آنحضرت ﷺ میں کوئی جنون نہیں ہے۔ آیت نمبر ٥١ میں منکرین کی رہنمائی کے لئے ایک دائمی اصول بیان کیا گیا ہے یعنی تو ان سے کہہ دے کہ اگر میں غلطی پر ہوں اور ہلاکت کی طرف جا رہا ہوں تو اس کا نقصان مجھے پہنچے گا لیکن اگر میں ہدایت پر ہوں تو میری ہدایت کا سہرا میرے سر پر نہیں ہے، یہ خدا کی وحی کے مطابق ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے اور کامیابی کے فیصلوں میں میری رہنمائی کرتا ہے اور ہر آن حامی و ناصر ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی ساری زندگی گواہ ہے کہ آپ کے فیصلے خدا کی وحی کی روشنی میں ہوتے تھے اور ہمیشہ درست ہوتے تھے۔

سورۃ الفاطر میں حضور انور نے اُولی اَجنِحَۃٍ کی تشریح انسان کو عطا کردہ استعدادوں اور صلاحیتوں سے کی یعنی پَر سے مراد صلاحیت ہے۔ اور آیت نمبر ٤٦ میں الٰہی نظام رزق کی تفصیل سے تفسیر فرمائی۔

بدھ، ٤/ فروری ١٩٩٨ء :

آج ترجمۃ القرآن نمبر ٢٢٦ نشر کی گئی جو سورۃ الفاطر کی آیت ٥ سے شروع ہوئی۔ آیت ٥ تا ٨ میں لوگوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کا فتوحات اور مغفرت کا وعدہ سچا اور ابدی ہے لیکن شیطان دھوکہ دینے کی ہر ممکن کوشش کرے گا لیکن ایک بات پلے باندھ لو کہ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے اس لئے اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنے گروہ کو جہنم کی طرف بلاتا ہے۔ جس کا بُرا عمل اس کو خوبصورت کر کے دکھایا جا رہا ہے اور وہ اسے خوبصورت دیکھنا شروع کر دے تو گویا کہ وہ اس دشمن کے زیر اثر ہے۔ پس ان پر غم کرتے ہوئے تیری جان نہ جاتی رہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کے رد عمل کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کو غم کرنے سے روکا تو گیا ہے لیکن آپ کی حسرتیں مقبول بھی ہو گئیں چنانچہ آیت نمبر ١٠ ثابت کرتی ہے کہ یہ آپ کی آہیں اور حسرتیں ہی تھیں جنہوں نے خدا کی رحمتوں

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

عظیم الشان آسمانی نشان

آج سے ۱۱۲ سال قبل ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ہوشیار پور انڈیا میں چلہ کشی اور خصوصی دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کی وحی والہام پر مبنی ایک عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جو جماعت میں عام طور پر پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے معروف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان دیتے ہوئے غیر معمولی صفات عالیہ رکھنے والے ایک صاحب شکوہ و عظمت بیٹے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ اس کے متعلق بتایا گیا کہ

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ ....وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ ......جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ....وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی..........."۔

یہ اور اس پیشگوئی میں مذکور دیگر تمام علامتیں بڑی عظمت اور شان کے ساتھ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود میں پوری ہوئیں۔ اور اس مبارک وجود سے قوموں نے برکت پائی۔ آپ نے اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے جو عظیم کارہائے نمایاں انجام دئے ان کا شمار ممکن نہیں۔ آپ کی زندگی کا ہر لحہ، آپ کی ہر تحریک، ہر کام اس پیشگوئی کی حقانیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک روشن گواہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی یہ پیشگوئی جماعت احمدیہ کی ترقی اور پھیلاؤ کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اور آج بھی اس کی صداقت بڑی عظمت اور شان کے ساتھ دنیا پر جلوہ افروز ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خبر دی تھی کہ

"..........میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دونگا...... تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا..........."۔

اس میں آپ کے مخالفین اور معاندین کی ناکامی و نامرادی اور آپ کے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کے بڑھنے اور ان کے نفوس و اموال میں برکت اور کثرت کے وعدے دئے گئے تھے۔ اور آج تمام عالم شاہد ہے کہ یہ سب وعدے پورے ہوئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ان وعدوں کا پورا ہونا اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سچے اور من جانب اللہ تھے اور یہ خبریں آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے"۔ یہ عظیم الشان آسمانی نشان پوری آب و تاب کے ساتھ ہمیشہ روشن اور درخشندہ رہے گا اور منکروں پر ایک حجت رہے گا۔ جیساکہ اس وحی الٰہی میں ہی یہ چیلنج دیا گیا کہ :

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے"۔

☆......☆......☆

حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں

ذات گو ہو گئی نہاں اُس کی
بات پہنچی کہاں کہاں اُس کی

وہ جگر گوشۂ مسیحِ زماں
آگئی یاد ناگہاں اُس کی

قدر و قیمت میں گوہرِ یکتا
خیر وخوبی ہو کیا بیاں اس کی

لاکھ قندو نبات کے ٹکڑے
ایک شیریں زباں اُس کی

دینِ احمد کے اَن گنت صدمے
اور تنہا بس ایک جاں اُس کی

گلشنِ دیں کو کر گئی شاداب
ہمتیں چشمِ خونفشاں اُس کی

ہم تو اسلام کے سپاہی ہیں
اور ہم ہیں نشانیاں اُس کی

آج گو ہم میں وہ نہیں موجود
تیر اُس کے ہیں اور کماں اُس کی

دشمنوں سے یہ جاکے کہہ دیجئے
فوج ہے اب رواں دواں اُس کی

شاہ یثربؐ کا بول بالا ہے
اور ہے روح شادماں اُس کی

مختصر سی حیات تھی لیکن
کتنی لمبی ہے داستاں اُس کی

(محمود الحسن ایمن آبادی)

(بحوالہ روزنامہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۹ء)

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

کے بادل اٹھا کر ایک بنجر بستی اور مری ہوئی زمین کو زندہ کر دیا۔ جب خدا کسی قوم پر رحمت کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسی طرح نشور کرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعینہ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں جس سے صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے۔

سورۃ الفاطر آیت ۱۲ کے تعلق میں حضور انور نے فرمایا کہ زندگی کی پہلی حالت جنسیت سے پاک ہے۔ آغاز میں وہ نہ مادہ اور نہ نر ہوتی ہے۔ جب وہ Cells بٹتے ہیں تو نر اور مادہ بنتے ہیں۔ سائنس نے ان باتوں کو آج کھولا ہے لیکن قرآن مجید نے بہت پہلے بیان کر دیا تھا اور یہ تمام باتیں اللہ کے علم کے مطابق ہیں نہ کہ اس کے فیصلے کے مطابق۔ اور یہ علم کتاب میں محفوظ ہے۔ اور یہ کتاب غیر مبدل ہے۔ اب سائنس دانوں نے اس کتاب قدرت کو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

آیت نمبر ۱۳ میں دو سمندروں کا ذکر ہے جن میں گھونگے، موتی، مچھلیاں وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ دونوں سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ عذبٌ فراتٌ اسلام کا شیریں سمندر ہے اور دوسرا غیر مسلم دنیا کا سمندر ہے۔ فوائد دونوں سے حاصل ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۴ میں سورج اور چاند کا نام لیا گیا ہے لیکن لفظ "کلّ" سے مراد تمام اجرام فلکی ہیں جو ایک معینہ مدت کی طرف جاری وساری ہیں۔ یہ آیت مادہ کے مٹ جانے کی قطعی آیت ہے اور اربوں ڈالر کے اخراجات کے بعد آج کل سائنس دان معین طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں کہ پروٹان جس کو وہ ابدی سمجھتے تھے کہ یہ غیر فانی اور ان مٹ ہے اب مان گئے ہیں کہ یہ فانی ہے۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے تو اس کی عمر بھی بتائی ہے۔

آیت نمبر ۱۷ میں وہ عظیم الشان مستقبل کی پیشگوئی ہے جو کسی اور جگہ آپ کو نہیں ملے گی کہ اللہ اگر چاہے تو تمہیں ہلاک کرنے کے بعد ایک نئی قسم کی تخلیق کو لے آئے۔ حضور نے فرمایا مخلوق جدید نہیں بلکہ خلقِ جدید فرمایا ہے اور دوسری جگہ "اِن" کی جگہ "اِذا" کا لفظ ہے یعنی جب چاہے گا اور یہ قرآن ہی کے زمانے میں ہوگا۔ اور یہ ایک نئی قسم کی تخلیق کا وجود میں آنا بھی اَجل مُسمّیٰ کی تائید کر رہا ہے۔

جمعرات، ۵ر فروری ۱۹۹۸ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۹۸ جو ۲۴ر جولائی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۶ر فروری ۱۹۹۸ء :

آج فرانسیسی بولنے والے احباب کے ساتھ سوال وجواب کی مجلس کی کارروائی نشر کی گئی جو ۱۳ر جولائی ۱۹۹۷ء کو براڈکاسٹ کی گئی تھی۔ چند اہم سوالات یہ تھے :

☆......سائنس دان کہہ رہے ہیں کہ مریخ پر زندگی کے آثار پائے گئے ہیں اس میں کس حد تک سچائی ہے۔ قرآن مجید کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے؟

☆......کیا سلطان صلاح الدین ایوبی کو خدا تعالیٰ کی رہنمائی حاصل تھی؟

☆......ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ ہم سکول میں دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو کس طرح احمدیت سے متعارف کرائیں۔

☆......کیا حضرت آدم عربی زبان بولتے تھے؟

☆......Evolution کے بارہ میں اسلام اور قرآن کہاں تک سائنس کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں؟

ان تمام سوالات اور جوابات کا مختصر ذکر قبل ازیں اس کالم میں ہو چکا ہے۔ **(امۃ المجید چوہدری)**

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے!

(منیر احمد بانی - کلکتہ)

تصورات کی دنیا حدود و قیود سے آزاد اور بلند ہوتی ہے۔ میرا تخیل مجھے آج خدا تعالیٰ کے دربار میں لے گیا۔ یہاں وہ احباب حاضر ہیں جنہوں نے حضرت المصلح الموعودؓ کا زمانہ پایا۔ آپؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور آپؓ کے روح پرور خطابات اور تقاریر سے محظوظ ہوتے رہے۔ اس جماعت کی کسی حقیر خدمت پر خدا تعالیٰ خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ آج مانگو! جو مانگنا ہے تو میری چھٹی حس کہتی ہے کہ مومنین کے اس طائفہ کی مشترکہ درخواست اور متفقہ میمورنڈم یہی ہوگا کہ مولیٰ کریم! پروردگار! ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دے۔ قادیان کی وہی راتیں ہوں اور المصلح الموعودؓ کی وہی باتیں ہوں۔ وہی مجلس عرفان اور وہی روحانیت کا انتشار!!!

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت المصلح الموعودؓ کو لاکھوں عشاق عطا فرمائے لیکن یہ خاکسار جب حضورؓ پر عاشق ہوا تو میری عمر صرف پانچ سال تھی۔ اخبار الفضل اور دوسرے دینی رسائل ہماری دکان پر آتے تھے۔ والد صاحب مرحوم (میاں محمد صدیق صاحب بانی) شام کو گھر آتے تو ان اخبارات و رسائل سے حضورؓ کا کلام معرفت اور احباب جماعت کو نصائح آسان زبان میں بچوں کے ذہن نشین کراتے۔ والد صاحب کی حضور سے باقاعدہ خط و کتابت تھی۔ اکثر و بیشتر جواب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا لکھا ہوا موصول ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کبھار حضورؓ اپنے ہاتھ سے بھی خط رقم فرماتے۔ انسان کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ جب کسی اَن دیکھی شخصیت کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے تو اس شخصیت کی خوبیوں کی مناسبت سے ایک خیالی تصویر اس کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ حضورؓ کی روزانہ تعریف و توصیف سن کر میں گویا غائبانہ عاشق ہو گیا اور میرے دل و دماغ پر ایک انتہائی حسین و جمیل شخصیت کے نقوش ابھر آئے۔

۱۹۳۹ء کا جلسہ سالانہ سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ بچے بھی اس موقعہ پر قادیان جانے کے لئے بضد ہوئے۔ اس زمانہ میں جلسہ کی برکات اور فوائد کا تو علم نہ تھا قادیان جانے کا مقصد صرف حضورؓ کا دیدار حاصل کرنا تھا۔ جلسہ سالانہ کے پہلے روز سردی بڑی شدت کی تھی اس لئے کسی قدر تاخیر سے جلسہ گاہ میں پہنچے۔ سٹیج سے بہت دور جگہ ملی۔ حضورؓ افتتاحی تقریر کے لئے سٹیج پر رونق افروز تھے۔ اور کوئی دوست درثمین سے "محمود کی آمین" کے یہ اشعار بڑی خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے ؎

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُرنُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَن یَرانِی

بچپن اور سٹیج سے دُوری کے باعث میں حضورؓ کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ اشتیاق اور بڑھ گیا۔ بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی۔ غالباً مدرسہ احمدیہ کے چوک میں بنگال کی تمام جماعتیں ایک لمبی قطار میں ایستادہ تھیں۔ حضورؓ نے باری باری سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ جب ہماری باری آئی تو والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے حضورؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس وقت خاکسار نے پہلی دفعہ حضورؓ کے دیدار سے آنکھیں روشن کیں۔ میں نے اپنے دماغ میں حضور کا جو تصور قائم کر رکھا تھا اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل! مصافحہ سے ایک بجلی کی رَو میرے بدن سے گزر گئی۔ خاکسار شعور کے پختہ ہونے تک بجلی کی اس رَو پر حیران رہا لیکن کبھی کسی سے ذکر نہ کیا۔ بعد ازاں بہت سے بزرگان سے ایسے واقعات سنے اور کتابوں میں پڑھا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں اور روحانیت سے معمور شخصیتوں کا لمس حاصل ہونے پر بعض دفعہ بجلی کی سی رَو بدن سے گزرتی ہے جس کی لذت صرف محسوس کی جا سکتی ہے۔ تحریر و تقریر اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

۱۹۴۱ء میں ہمارا خاندان قادیان آبسا۔ حضورؓ کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات کے دل پر گہرے نقوش ثبت ہیں۔ چند ذاتی مشاہدات اور یادیں ہدیہ قارئین ہیں:

(۱)

قادیان میں حضرت ام طاہرؓ کا وجود سراپا شفقت و محبت تھا۔ ان سے ملنے والی ہر خاتون یہی سمجھتی تھی کہ آپؓ سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت کرتی ہیں۔ والدہ صاحبہ کو انہوں نے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ کے ہمراہ ہم بچے بھی ہفتہ میں دو تین بار حضرت مرحومہؓ کے ہاں جاتے۔ اکثر حضرت المصلح الموعودؓ بھی وہاں تشریف فرما ہوتے۔ گھریلو ماحول میں انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ عام طور پر خدا رسیدہ بزرگان کے بارہ میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ بہت خشک اور خاموش ہوتے ہوں گے۔ لیکن حضرت المصلح الموعودؓ سے زیادہ زندہ دل شخصیت میں نے نہیں دیکھی۔ آپ اکثر اپنی بات کی وضاحت کے لئے دلچسپ لطائف بیان فرماتے جو کہ میں گھر آکر اپنی نوٹ بک پر درج کرتا۔ ایک دن ہم بہن بھائیوں نے حضرت امّ طاہر سے درخواست کی کہ حضورؓ کا کوئی تبرک عنایت فرما دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور قصر خلافت میں ہیں۔ خود جا کر مانگ لو۔ چنانچہ ہم تینوں چلے گئے۔ حضورؓ اپنے کمرہ میں فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ السلام علیکم عرض کرنے پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور اتنے تپاک اور شفقت سے حال دریافت فرمایا کو گویا حضورؓ ہمارا ہی انتظار فرما رہے تھے۔ پوچھا بچو! کیسے آنا ہوا؟ ہم نے مدعا عرض کیا کہ کوئی تبرک عنایت فرمائیں۔ حضورؓ نے ریفریجیریٹر سے تین عدد عمدہ سیب نکال کر دئے اور خود پھر کتاب پڑھنے میں منہمک ہو گئے۔ ہم بھائیوں نے وہیں بیٹھ کر سیب کھائے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضورؓ کی توجہ ہماری طرف ہوئی تو فرمایا بچو! اب کیوں بیٹھے ہو۔ خاکسار نے عرض کیا کہ تبرک کے لئے درخواست کی تھی۔ حضورؓ زیر لب مسکرائے اور فرمایا جو سیب کھائے ہیں وہ کیا تھا؟ بچپن کی سادگی تھی ہم نے عرض کیا وہ تو ہم نے کھا لئے۔ کوئی ایسی چیز دیں جو ہمارے پاس رہے۔ اس پر حضورؓ نے تین خوبصورت رُومال عنایت فرمائے۔ اور ہم اجازت لے کر چلے آئے۔ ۱۹۴۶ء کے فسادات میں کلکتہ میں ہمارا مکان جل گیا تو ان تبرکات سے ہم محروم ہو گئے۔ لیکن اپنے محبوب کے مقدس ہاتھوں سے جو سیب کھائے تھے ان کی لذت اور شیرینی تادم واپسیں نہ بھولے گی!!

(۲)

ایک دن والدہ صاحبہ کے ہمراہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے والدہ صاحبہ سے تحریک جدید میں شمولیت کے تعلق سے دریافت فرمایا۔ والدہ صاحبہ نے بتایا کہ میں اور سیٹھ صاحب ۱۹۳۴ء سے ہی اس تحریک میں بفضلہٖ تعالیٰ شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ دونوں کے متعلق مجھے علم ہے میں بچوں کے بارہ میں پوچھ رہا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے اپنے تین لڑکوں اور دو بچیوں کی طرف سے دس روپیہ سالانہ کے حساب سے دس سال کے لئے مبلغ پانصد روپے وہیں ادا کئے۔ حضورؓ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ دفتر تحریک جدید قصر خلافت کے قریب ہی تھا۔ رقم آپؓ نے وہاں بھجوا دی۔ اور دو تین روز بعد حضورؓ کے دستخطوں سے مزیّن دس سالہ سرٹیفیکیٹ ہم پانچ بہن بھائیوں کو خود عنایت فرمائے۔ اور حضورؓ کی اس مہربانی سے ہم پانچوں اب دفتر اوّل کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

(۳)

۱۹۴۳ء میں والد صاحب نے ارادہ کیا کہ قادیان میں اپنا مکان خرید لیں۔ مختلف محلہ جات میں مکانات دیکھے بالآخر محلہ دارالبرکات میں ایک نیا تعمیر شدہ مکان پسند آیا۔ یہ اس وقت مکرم شیخ فضل حق صاحب ریلوے گارڈ کی ملکیت تھا۔ گارڈ صاحب نے کہا میں نے بڑے شوق سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے یہ مکان بنوایا تھا۔ کسی خانگی ضرورت کے پیش نظر فروخت کرنا پڑ رہا ہے۔ قیمت فروخت انہوں نے بارہ ہزار بتلائی لیکن یہ شرط رکھی کہ کسی سے مکان کی فروختگی کا ذکر نہ کریں۔ دو دن تک مجھے Yes یا No بتلا دیں۔ والد صاحب نے کہا مجھے قادیان میں مکان وغیرہ کی قیمتوں کا مطلقاً اندازہ نہیں ہے۔ آپ اجازت دیں۔ میں صرف حضرت صاحبؓ سے مشورہ کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب مرحوم خاکسار کو ہمراہ لے کر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بیان کی۔ حضور نے فرمایا گارڈ صاحب کی بیٹی احمدی بیگم کی شادی ہوئی تھی تو میں بھی اس مکان میں گیا تھا۔ بڑے ہال کمرہ میں مہمانوں کو بٹھایا گیا تھا۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ اس ہال کمرہ کے چاروں کونوں پر اتنے رقبہ کے چار کمرے ہیں۔ حضور نے دو منٹ انگلیوں پر حساب کیا اور فرمایا کہ گارڈ صاحب نے یہ مکان ایک سال قبل بنوایا تھا میرے اندازے کے مطابق ان کی لاگت اس مکان پر پونے گیارہ ہزار روپے ہے۔ اس لحاظ سے بارہ ہزار بہت مناسب قیمت ہے۔ ہم لوگ واپس گارڈ صاحب کے یہاں آئے اور مکان کا سودا طے کر کے بیعانہ دے دیا۔ والد صاحب نے گارڈ صاحب سے کہا کہ سودا تو ہو گیا۔ اب آپ کے یہ بتلانے میں کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ مکان بنوانے پر آپ کا کتنا خرچ آیا۔ گارڈ صاحب نے بتلایا تقریباً پونے گیارہ ہزار۔ اس پر والد صاحب نے گارڈ صاحب کو حضورؓ کے ساتھ اپنی گفتگو تفصیل کے ساتھ سنائی۔ سارے موجود الوقت احباب بہت ہی خوش ہوئے۔ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی میں درج ہے "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ والد صاحب نے بتلایا میں کلکتہ میں بڑے بڑے انجینئروں سے مکانات کی مالیت کے اندازے لگواتا ہوں۔ مہینوں کی مغز ماری کے بعد بھی ان کا تخمینہ اکثر غلط ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کتنی شان سے پوری ہوئی کہ حضور نے قصر خلافت میں ہی بیٹھ کر صرف دو منٹ میں مکان کی مالیت کا کس قدر صحیح اندازہ بتلا دیا۔

(۴)

خاکسار نے ۱۹۴۸ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ان دنوں حضرت المصلح الموعودؓ کا قیام رتن باغ لاہور میں تھا۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی وجہ سے انتہائی بے سرو سامانی کا عالم تھا۔ حضورؓ کے تفکرات کئی چند ہو چکے تھے۔ لیکن ان ایام میں ایسے حالات میں بھی طلبہ پر حضورؓ غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے۔ تعلیم الاسلام کالج میں جب بھی کوئی تقریب منعقد ہوتی تو حضورؓ اکثر تشریف لا کر خطاب سے نوازتے۔ طلباء اگر حضور سے ملاقات کی غرض سے رتن باغ جاتے تو میرا تاثر یہ ہے کہ غالباً پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایت تھی کہ طلبہ کا خاص خیال رکھا جائے اور اکثر و بیشتر انہیں ملاقات کا وقت دیا جائے۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۴۹ء کو طلبہ کا ایک وفد پروفیسر سلطان محمود شاہد صاحب کی قیادت میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؓ قالین پر تشریف فرما تھے۔ ہم بھی حضورؓ کے قدموں میں جا کر بیٹھ گئے۔ طلبہ نے اپنی اپنی نوٹ بکیں پیش کیں۔ حضورؓ نے ان پر نصائح لکھ کر دیں۔ خاکسار کی ڈائری پر رقم فرمایا:

"تقویٰ، تقویٰ اور تقویٰ اور پھر محنت عزم اور ایثار" - مرزا محمود احمد

اس وفد میں مکرم مبارک احمد صاحب مدراسی: (حال پروفیسر سرینگر) بھی شامل تھے۔ ان کی کاپی پر حضورؓ نے رقم فرمایا:

"فضولیات سے پرہیز کرو"

بعد ازاں حضورؓ نے طلبہ کو نصائح سے نوازا کہ آپ کو بے حد محنت کی ضرورت ہے۔ حالات سرعت سے بدل رہے ہیں۔ پاکستان میں احمدیت کی مخالفت بہت تیز ہو جائے گی۔ اگر کسی وقت بھی جماعت بے سر ہو جائے تو ہر شخص اپنے آپ کو ستون سمجھے۔ اور جماعت کو منتشر ہونے سے بچائے۔ (اپنی ڈائری سے اقتباس)

(۵)

۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؓ کو بتلایا کہ آپؓ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ یوں تو مصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے ہی حضورؓ کی تقاریر اور خطبات مسحور کن ہوتے تھے لیکن اس انکشاف کے بعد تو حضورؓ کے جلال و جمال پر گویا نکھار آگیا۔ والد صاحب مرحوم ہر سال ایک دو ماہ کے لئے قادیان آیا کرتے تھے۔ اور قادیان کے روحانی ماحول اور برکات پر فدا تھے۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مُغل شہنشاہ شاہجہان کا یہ قول لال قلعہ دہلی کے دیوان خاص میں کندہ ہے کہ ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

روحانی اعتبار سے مذکورہ شعر کی مصداق صرف قادیان کی مقدس سرزمین ہے، روحانیت کا سمندر ہے جس میں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق غوطہ زن ہوتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ کلکتہ سے دو ماہ کے لئے قادیان آتا ہوں تو دل پر لگے ہزارہا زنگ چھوٹ جاتے ہیں اور قادیان کی محبت ایک مقناطیسی کشش اپنے اندر رکھتی ہے۔ بقول شاعر ؎

نہ ہم کشمیر میں جائیں نہ دل شملہ میں بہلائیں!
موافق آگئی آب و ہوائے قادیاں اچھی

۱۹۴۴ء میں جب والد صاحب آئے تو جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے حضورؓ کا جلال و جمال کئی گنا Multiply ہو چکا تھا۔ روزانہ ہم لوگ مجلس علم و عرفان میں حاضر ہوتے اور اکثر رات دس گیارہ بجے واپس گھر آتے۔ والد صاحب ایسے مسحور ہوئے کہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ کاروبار چھوڑ کر قادیان میں دُھونی رما کر بیٹھ

جائیں گے۔ آپ کا کہنا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اتنی دولت سے نوازا ہے کہ میری تین چار پشتوں کے لئے کافی ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا لیکن یہ امر میرے اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ میری انتہائی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے کہ چنیوٹ کی سنگلاخ زمین میں پیدا ہونے کے باوجود مجھے مامور زمانہ پر ایمان لانے کی توفیق ملی۔ اور میں اس موعود کی روحانیت سے مستفید ہوا جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی نظیر ہے۔ یہ شعر اکثر آپ کے ورد زبان رہتا کہ ؎

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

والدہ صاحبہ کئی وجوہات سے اس پروگرام کی سخت مخالف تھیں۔ گھر کی فضا ہفتہ عشرہ بہت کشیدہ رہی۔ مذکورہ پروگرام کی موافقت اور مخالفت میں روزانہ ہی دلچسپ مباحثہ ہوتا۔ والد صاحب کئی واقعات سناتے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلاں فلاں صحابی کو اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو ارشاد فرمایا کہ قادیان آکر سکونت اختیار کرو۔ والدہ صاحبہ کی دلیل تھی کہ ایک لحاظ سے تو قادیان میں ہی آپ کی سکونت ہے۔ مکان خرید لیا ہے۔ بال بچے یہاں کے روحانی ماحول میں پرورش پا رہے ہیں لیکن بچوں کا مستقبل اس امر کا متقاضی ہے کہ آپ کاروبار کو خیر باد نہ کہیں۔ والدہ صاحبہ کا کہنا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادے اور خلفاء، روحانی طبیب ہوتے ہیں۔ ہر مریض کی علیحدہ تشخیص فرما کر اس کے مناسب حال نسخہ تجویز فرماتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے کسی صحابی کو نصیحت فرمائی کہ سب سے بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت کرنا ہے۔ کوئی اگر عبادت میں کمزور تھا تو اس کے مناسب حال یہ نسخہ تجویز فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی نمازوں کی بروقت ادائیگی ہے۔ کسی کو جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن آپس کے بحث مباحثہ سے مفاہمت نہ ہو سکی بالآخر یہ طے پایا کہ حضرت المصلح الموعودؓ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ والد صاحب اور والدہ صاحبہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ حضورؓ کی ہدایت کے دونوں پابند ہونگے۔ والد صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والدہ صاحبہ کے نمائندہ کے طور پر یہ خاکسار ہمراہ تھا۔ والد صاحب نے اپنی دلی خواہش کا اظہار بلا کم و کاست بیان کیا۔ حضورؓ نے جو ارشاد فرمایا اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:

(۱)...... کیا اس بات کی گارنٹی آپ نے حاصل کر لی ہے کہ یہ تین چار پشتوں والی دولت ہمیشہ آپ کے پاس رہے گی؟ اگر آپ کی ضروریات سے وافر دولت آپ کے پاس ہے تو اسلام اور احمدیت کی پہلے سے زیادہ خدمت کریں۔

(۲)...... رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ بنے ہوئے کام اور روزگار کو بلاوجہ ترک نہ کرنا چاہئے۔

(۳)...... اگر آپ اس وقت کاروبار چھوڑ کر بیٹھ جائیں گے تو آپ کے بچے بڑے ہو کر کبوتر اڑائیں گے!!

حضورؓ کے مشورہ پر والد صاحب نے عمل کیا۔ کاروبار کو خیر باد کہنے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس کلکتہ چلے گئے۔ خدا تعالیٰ کے پیاروں کے منہ سے عمومی رنگ میں نکلی ہوئی باتیں بھی اکثر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں۔ اس واقعہ کے قریباً دو سال بعد ہی ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں وسیع پیمانے پر ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے۔ ہماری تجارت تنگی تباہ ہو گئی۔ کئی مکانات جلا کر خاک کر دئے گئے۔ کارنذر آتش ہوئی اور تین چار پشتوں والی دولت ایک قصہ پارینہ ہو گئی۔ ۱۹۴۷ء میں قادیان میں خریدی ہوئی وسیع جائیداد بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ والد صاحب نے ہمت نہ ہاری۔ نئے سرے سے کاروبار کی الف، ب، ت، شروع کی گئی۔ ۱۹۵۸ء تک مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنے فضلوں سے نوازا تو اسلام اور احمدیت کی راہ میں اپنے آخری وقت تک بے دریغ خرچ کرتے رہے۔

خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے موافق حضورؓ اپنے مشن کی تکمیل کے بعد اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ حضورؓ کے روح پرور کلمات آپؓ کے عشاق کے دلوں کو ہمیشہ لبھاتے اور گرماتے رہیں گے۔ آپؓ کے کارنامے قیامت تک تابندہ رہیں گے۔ اور اب تو خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ قریب سے قریب تر چلا آتا ہے کہ ؎

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(بشکریہ ہفت روزہ بدر، قادیان، ۱۰/ فروری ۱۹۸۲ء)

☆......☆......☆

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعرات ۱۲/ فروری کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم بشیر احمد حبیب صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس موقعہ پر حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

۱...... مکرمہ سمیہ لطیف صاحبہ ممبر نیشنل مجلس عاملہ، لجنہ اماء اللہ، امریکہ۔

۲...... مکرمہ سیدہ بیگم بی بی صاحبہ (والدہ مکرم سید صادق احمد شیرازی صاحب) صدر لجنہ جماعت مونگ، منڈی بہاؤالدین، پاکستان۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم بریگیڈئر وقیع الزمان خان صاحب مرحوم

(کرنل (ر) سید طالب حسین۔ ڈنمارک)

محترم بریگیڈئر (ر) وقیع الزمان خان صاحب نہ صرف فوجی ہم منصب تھے بلکہ ایک نہایت ہی مشفق اور مخلص دوست بھی تھے بریگیڈئر صاحب سے پہلی بار اس وقت جان پہچان ہوئی جب ہم کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ میں ۱۹۵۰ء میں ایک کورس کرنے کیلئے گئے۔ اس وقت ہم دونوں کیپٹن تھے۔ بہت جلد ہم آپس میں گھل مل گئے اور ایسی دوستی قیام میں آئی کہ ان کی وفات تک قائم رہی۔ کورس کے دوران شادی شدہ افسران کو فیملی رہائش ملتی تھی اور سنگل یعنی غیر شادی شدہ یا وہ افسران جو اپنی فیملی ساتھ نہیں رکھنا چاہتے تھے کو آفیسر میس میں کمرہ دے دیا جاتا۔ اگر میس میں کمرے کم پڑ جائیں تو رینک کے لحاظ سے رہائش مہیا کی جاتی تھی۔ کپتانوں کے لئے ہٹ (Huts) تھے جن میں سے ایک میں میں رہتا تھا۔ چونکہ برادرم وقیع الزماں خان صاحب کی اہلیہ فوت ہو چکی تھیں اور ان کی بیٹی ساجدہ غالباً اپنے ننہال میں رہتی تھیں۔ اس لئے انہیں میرے نزدیک ہی ایک چھوٹا Hut الاٹ ہوا۔ لہذ ہمارا اٹھنا بیٹھنا تقریباً اکٹھا ہی ہوتا تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا ہم دونوں میں روابط اور مراسم ایک انمٹ رفاقت، خلوص اور باہمی مفاہمت کی شکل میں رنگ لائے اور یہ میری زندگی میں ایک نہایت خوشگوار تجربہ رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی چھوٹی بیٹی کا نام ان کی بیٹی ساجدہ کے نام پر رکھا۔

آنمکرم کورس کے دوران ایک نہایت ہی سلجھے ہوئے، ذہین اور قابل طالب علم کی حیثیت سے ابھرے۔ بہت اچھے مقرر تھے۔ خاموش طبع، نہ کسی سے چھیڑ چھاڑ، نہ فضول گپ شپ میں حصہ لیتے، بس کام سے کام رکھتے تھے۔

ویسے تو ہمارے سٹاف کالج کی زندگی میں چھوٹے چھوٹے کئی واقعات ہیں تاہم ایک نہایت ہی اہم ہے۔ ماہ رمضان سخت گرمیوں میں آیا۔ ہماری ایک مشق (Exercise) تھی جو کوئٹہ کے قریب پہاڑوں پر ہونی تھی۔ ہم دونوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ سوائے ہمارے کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہم روزے سے ہیں۔ مشق پہاڑی کے اوپر شروع ہوئی اور تقریباً ایک بجے دوپہر کے کھانے کے لئے پونے گھنٹے کے لئے رکی۔ پہاڑوں پر ہم لوگ مشق کی پلاننگ کے لئے ادھر ادھر گھومتے رہے۔ لہذا جب ہم نیچے اترے تو پیاس سے ہمارا برا حال تھا۔ سب لوگ مع اساتذہ جو کہ سارے انگریز تھے مشروب پر ٹوٹ پڑے مگر ہم دونوں ایک طرف ایک چٹان کے سہارے کمر کے بل ستانے لگے اور آپس میں ظہر کی نماز کی بابت سوچنے لگے کہ کیا پڑھ لی جائے یا پھر ظہر اور عصر گھر پہنچ کر ادا کریں۔ ایک انسٹرکٹر ہمارے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ تم دونوں کھانا کیوں نہیں کھا رہے۔ میں نے بتایا کہ ہم روزے سے ہیں۔ اس کو تو ایک دھچکا سا لگا اور کہنے لگا ?What (کیا واقعی) Oh my God (اے میرے خدایا) خیر ہم نے وہاں ظہر کی نماز ادا کرنا مناسب نہ سمجھا اور اب ایک بار پھر ہمیں پہاڑ کے اوپر چڑھنا تھا اور اپنے اپنے منصوبہ پر بحث کرنی تھی۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو ہم علیحدہ علیحدہ کلاسوں میں جن کو Syndi-cate کہتے ہیں بانٹے گئے اور کام شروع ہو گیا۔ میں نے وقیع بھائی کو مشورہ دیا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اپنے انسٹرکٹر سے درخواست کریں کہ جب کمانڈنٹ بریگیڈئر صاحب ہمارے سنڈیکیٹ میں آئیں تو وہ ہم سے سوال نہ پوچھیں اور نہ ہی ہمیں بولنے کے لئے کہیں۔ لیکن وقیع الزمان خان صاحب نے میری طرف گھور کر کہا "یہ حماقت نہ کرنا ورنہ یہ لوگ سمجھیں گے کہ ہم نے روزہ رکھ کر غلطی کی ہے"۔ لیکن میں نے کہا کہ جب ہم پیاس کے مارے صحیح جواب نہ دے سکیں تو ہمارا گریڈ خراب ہو جائے گا۔ تو کہنے لگے، "چھوڑو یار! گریڈ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کون ہوتے ہیں ہمارے گریڈ کم کرنے والے"۔ واہ واہ کیا اللہ والے انسان تھے۔ جب ہم شام کو واپس آئے تو تقریباً ادھ موئے سے تھے۔ تاہم ہم دونوں نے اللہ کے فضل سے پورے پورے روزے رکھے اور زیادہ تر نمازیں بھی باجماعت ادا کیں۔

جب کورس ختم ہوا تو ہم دونوں ڈھاکہ میں جو اس وقت ایسٹ پاکستان کا دارالحکومت تھا۔ ۱۴ ڈویژن ہیڈ کوارٹر میں پوسٹ ہو گئے۔ دونوں کی میجر رینک میں ترقی ہوئی۔ مرحوم نے انٹیلیجنس (Intelligence) میں نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا کام سرانجام دیا۔ اور ہمیشہ افسران بالا سے اچھی رپورٹیں حاصل کیں۔ ہم دونوں تقریباً تین سال اکٹھے ایک ہی مکان میں رہے۔

ڈھاکہ کا ہی ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ میرے بیوی بچے مغربی پاکستان میں ہی تھے۔ مجھے دو جگہ خرچ کرنا پڑتا تھا یوں سمجھیں میں چندہ ادا کرنے میں باقاعدہ نہیں تھا۔ لہذا ربوہ سے ایک پوسٹ کارڈ موصول ہوا۔ میں نے وہ کارڈ برادرم وقیع الزمان خان صاحب کو دکھایا۔ انہوں نے کارڈ لے کر دیکھا اور مجھ پر برس پڑے۔ اس وقت ہم دفتر سے اکٹھے گھر کی طرف آرہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہوا کہنے لگے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس کارڈ پر دستخط کس نے کئے ہوئے ہیں۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریر تھی۔ میں بہت شرمسار ہوا اور میں نے کہا یار وقیع میرے پاس اس وقت رقم نہیں۔ چندہ کی رقم بہت زیادہ بھی نہ تھی۔ فوراً کہنے لگے تھوڑے سے پیسے میرے پاس ہیں وہ تو کل صبح منی آرڈر کر دو۔ باقی اگلے ماہ کی تنخواہ ملنے پر ادا کر دینا۔ اور آئندہ خیال رکھنا۔

میں نے برادرم مرحوم سے فوجی علم کے علاوہ احمدیت کی بابت بھی بہت کچھ سیکھا اور وہ میرے آئیڈیل بھی رہے۔ سروس کے دوران اور بعد از ریٹائرمنٹ ہمارا رابطہ رہا۔ اب تو صرف ان کی یاد شامل حال ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا خوب آدمی تھے خدا مغفرت کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں اپنی خاص رحمت کے سائے تلے رکھے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ☆......☆......☆

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ۔ (مینجر)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

خطبہ جمعہ

وقف جدید کو آئندہ نسلوں کو سنبھالنے کے لئے استعمال کریں اور کثرت سے وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائیں

ہر جماعت میں نئے آنے والوں کے لئے وقف جدید کا ایک الگ سیکرٹری مقرر ہو، وہ خالصةً ان پر کام کرے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲؍ جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲؍ صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ. وَاِلَى اللّٰهِ تُرجَعُ الاُمُورُ. يُولِجُ الَيلَ فِى النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِى الَيلِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ. اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُولِه وَ اَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُستَخلَفِينَ فِيهِ. فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ وَ اَنفَقُوا لَهُم اَجرٌ كَبِيرٌ. (سورة الحديد آيات ٦ تا ٨)

آج خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وقف جدید کے سالِ نو کا آغاز ہو گا اور پرانی روایات کے مطابق جنوری کے پہلے جمعہ میں ہمیشہ تو نہیں مگر اکثر وقف جدید کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس اعلان سے پہلے میں ایک دو امور ویسے ضمناً عرض کر رہا ہوں کہ یہاں جمعہ پہ آتے ہوئے رستے میں "صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کا ورد ایم ٹی اے پر ہو رہا تھا اور اس پر میرا دل حمد سے بھر گیا کہ ظالموں نے کوشش کی تھی کہ جماعت احمدیہ کو صَلِّ عَلٰی کے ورد سے ربوہ میں محروم کر دیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو قید کیا اور پکڑا گیا کہ تم صَلِّ عَلٰی کا ورد نہ کرو، آج ساری دنیا صَلِّ عَلٰی کے ورد سے گونج رہی ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کے رستے میں حائل ہو سکے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جسے ہمیں خصوصیت سے یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی سب روکیں خدا نے خاک کی طرح اڑا دی ہیں۔ آسمان سے جو فضل نازل ہو رہے ہیں ان کی راہ میں ان کی طرف سے کوئی چھتریاں، کوئی روکیں حائل نہیں ہو سکتیں۔ وہ فضل نازل ہوتے چلے جائیں گے اور یہ حسرتوں سے دیکھتے چلے جائیں گے۔ اگر یہ حقیقت بھی ان کو سمجھ نہیں آ رہی تو پھر کیا حقیقت سمجھ آئے گی۔ اپنی آنکھوں کے سامنے آسمان سے فضلوں کی بارش ہوتی دیکھ رہے ہیں اور شور مچا رہے ہیں کہ ہم مباہلہ جیت گئے۔ خاک جیتے ہو تم۔ وہ قصے میں بعد میں بتاؤں گا کہ کیا جیتے ہیں اور کیسے جیتے ہیں مگر یہاں ضمناً صرف آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ اس وعدے میں بھی خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کریں، اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

دوسری چیز جو ضمناً کہنی چاہتا ہوں وہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات سے متعلق ملنے والے تعزیت کے پیغام، خطوط اور لوگوں کا یہاں تشریف لانا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جتنے بھی خطوط آتے ہیں مجھے لازماً پڑھنے پڑھتے ہیں۔ اور روزان کا اتنا بڑا پلندہ بن جاتا ہے کہ اب رمضان کی مصروفیت کی وجہ سے میرے لئے ممکن نہیں رہا کہ سرسری نظر سے بھی ان کو پڑھوں۔ اور جانتا ہوں جنہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ان سب کے متعلق جانتا ہوں جو ان میں سے بہت آگے ہیں ان کو بھی اور جو ذرا پیچھے ہیں ان کو بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خطبے کے بعد جو میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے روحانی مدارج کے متعلق دیا تھا اکثر یہی اظہار ہو رہا ہے کہ ہمیں پہلی دفعہ پتہ چلا ہے کہ آپ کیا چیز تھے۔ مگر پہلی دفعہ چلا یا بعد میں پتہ چلا یہ بحث الگ ہے ساری دنیا کی جماعت ان کے لئے دعا گو ہے اور ان کے اقرباء کے لئے دعا گو ہے اور اس حقیقت سے میں باخبر ہوں۔ پس جواب کا تو ویسے ہی سوال نہیں کہ میں سب کو جواب لکھ کے دوں۔ ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آج تک کثرت سے خطوط لکھے اور بعض یہاں بھی تشریف لائے مگر اب میں ان سے عاجزانہ درخواست کر رہا ہوں کہ یہ سمجھ لیں کہ مجھے علم ہے اور میری دعاؤں میں وہ سب بزرگ شامل ہیں۔ بڑے ہوں یا چھوٹے، مرد ہوں یا عورتیں، چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی تعزیت کا اظہار کیا ہے اللہ تعالیٰ ساری جماعت کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی خاص نکتہ کسی نے لکھا ہو مثلاً بعض خطوں میں صاحبزادہ صاحب مرحوم کے متعلق بڑے اچھے نکات بیان کئے جاتے ہیں جن کی طرف پہلے میری توجہ یا نہیں گئی ہوتی یا ضرورت ہوتی ہے کہ اس توجہ کو بیدار کیا جائے۔ تو ایسے نکات جو لکھنا چاہیں وہ بے شک لکھیں ان کو روک نہیں ہے اور سختی کے ساتھ مناہی بھی نہیں ہے۔ مگر صورت حال میں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے اس کے بعد امید ہے کہ جہاں تک ممکن ہو گا آپ اپنے جذبات کو قابو میں لا کر اس موضوع پہ میری دلداری نہیں کریں گے، کریں گے تو دعاؤں میں کریں گے اس سے زیادہ نہیں۔

رمضان اور سال نو کی مبارکبادوں کا بھی یہی حال ہے۔ فیکسز اور پیغامات بھیجنے والوں کی تعداد اتنی بڑھ چکی ہے کہ ہر ایک کو جواب دینا ہرگز ممکن نہیں رہا۔ اس لئے یہ بھی آپ یقین کریں کہ ان سب کے لئے میرے دل میں جذباتِ امتنان ہیں ان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اب اس سلسلے کو بھی بند ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک رسم تو ہے اور رسم ہی تو ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ سال نو کی مبارکبادوں میں ہم جہاں تک ہو سکتا ہے تکلّفات سے اجتناب کرتے ہیں لیکن مبارکباد کی بات تو منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ یہ گناہ نہیں لیکن ہے پھر بھی تکلف ہی۔ اس لئے سالِ نو کے آغاز پر میرے لئے بھی دعائیں کریں، اپنے لئے بھی دعائیں کریں، جماعت کے لئے بھی دعائیں کریں، یہ سالِ نو کا بہترین آغاز ہو گا۔

اب میں ان آیات سے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں جو وقف جدید کا خطبہ دینے سے پہلے میں نے تلاوت کی ہیں۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرجَعُ الاُمُورُ. یہ ایک اعلان عام ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔ کوئی اس بادشاہی میں اس کا شریک نہیں۔ اس حقیقت کا دل میں گڑ جانا یہی توحید ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرجَعُ الاُمُورُ. نہ صرف یہ کہ بادشاہی ہے بلکہ تمام امور، تمام اہم باتیں اسی کی طرف لوٹائی جائیں گی۔ پس اس سے مفر نہیں۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہی کوئی دنیا کی بادشاہی نہیں جس سے آپ بھاگ کر کہیں منہ چھپا سکیں۔ دنیا میں بھی کوئی مفر نہیں، آسمانوں میں بھی کوئی مفر نہیں اور اگر ہوتا بھی تو آخر اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ پس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہونے میں بعض دفعہ دیر بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے یقین دلایا تھا کہ دیکھ تیرے مخالفین کی پکڑ اگر یہاں نہ بھی ہو گی تو تُو جانتا ہے کہ آخر ضرور ہو گی۔ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمانا دراصل ایک گہری حکمت ہم سب کے لئے رکھتا ہے۔ آنحضورؐ کی اس پر پوری تسلی ہو گئی تھی۔ ایک ذرہ بھی قلق باقی نہیں رہا کیونکہ آپ آخرت پر یقین رکھتے تھے۔ آپ کے لئے کوئی پکڑ یہاں ہو یا وہاں ہو محض ایک رسمی فاصلہ تھا ورنہ امر واقعہ یہی ہے کہ آپ کے نزدیک تو اِس دنیا اور اُس دنیا میں فرق ہی کوئی نہیں تھا اور جب یقین ہو تو پھر دشمنوں کی تعلّی ان کی ہنسیاں سب بے کار، بے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِلَى اللّٰهِ تُرجَعُ الاُمُورُ. آخر سب باتوں نے اس کی طرف لوٹنا ہے اس میں گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کامل توکل ہے جو میں جماعت سے چاہتا ہوں اور ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ میری جان اسی توکّل پہ جائے ایک ذرہ بھی خدا سے کسی قسم کا کوئی شکوہ دل میں نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ بیماریاں ہوں، مصیبتیں ہوں، دشمن کی تعلّیاں ہوں یا دشمن سے قطع نظر زندگی کے مسائل ہوں اگر یہ دین آپ کا دین ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے تو پھر آپ ہمیشہ تسکین کے سانس لیں گے اور مرتے وقت بھی آپ کو ایک ایسی قلبی تسکین حاصل ہو گی جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُولِجُ الَيلَ فِى النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِى الَيلِ تم دیکھتے نہیں کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اس میں دن کو رات میں داخل کرنا ایک

خاص معنے رکھتا ہے وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيلِ یہ ایک ایسے دن کی طرف اشارہ ہے جو مومنوں کا دن کبھی آ کے واپس نہیں جایا کرتا۔ عام طور پر اچھی بات قرآن کریم میں پہلے بیان کی جاتی ہے اور کچھ برائی کی خبر بعد میں بیان کی جاتی ہے لیکن جہاں اس ترتیب کو بدل دیا جائے وہاں لازماً گہری حکمت ہوا کرتی ہے۔ اور یہاں یہ حکمت پیش نظر ہے کہ مومنوں کی رات میں مومنوں کا دن داخل ہو جائے گا اور جب ہوگا تو پھر دوبارہ وہ رات میں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ وہ ہمیشگی کا دن ہے جو ان پر طلوع ہوگا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس مضمون کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں گے اور اس کے بعد پھر ساری باتیں اللہ پر ہیں۔ تمام تر توکل اللہ پر ہے۔ کچھ بھی جھگڑا باقی نہیں رہتا، کوئی مخمصہ باقی نہیں رہتا۔ یہ ایک تقدیر الٰہی ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی آپ نہیں دیکھیں گے۔ تاخیر ہو جایا کرتی ہے، دیر تو ہوتی ہے مگر اندھیر نہیں۔ **خدا کا دن لازماً بڑے مضبوط قدموں سے آگے بڑھا کرتا ہے اور جب ایک دفعہ دن پھیلنا شروع ہو جائے تو اس کی روشنی کی راہ میں کوئی دنیا کا اندھیرا حائل نہیں ہوا کرتا۔** وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ اور وہ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ پر اس قسم کا توکل نہ رکھیں جس کی تفصیل ان آیات نے بیان فرمائی ہے تو وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ اور وہ لوگ جن کے دل میں یہی باتیں ہیں ان کو بھی اِس کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ وہ ہر توکل کرنے والے سے وہی سلوک فرمائے گا جو ہمیشہ فرمایا کرتا ہے۔ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُولِهِ وَ اَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّستَخلَفِينَ فِيهِ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خرچ کرو مِمَّا جَعَلَكُم جو اس نے تمہارے لئے بنایا۔ جن جائیدادوں کا یعنی جو بھی مال و متاع دنیا کے ہیں یا جو بھی طاقتیں عطا ہوئی ہیں ان کا تمہیں مالک بنا دیا ہے۔ استخلاف کا مضمون پہلی قوموں کے ورثے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ چیزیں جو پہلی قوموں کو عطا کی گئی تھیں وہ اب لازماً تمہیں عطا کی جائیں گی۔ اور اس بات پر متنبہ ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ تم سے توقع نہیں رکھتا کہ ان طاقتوں کو، ان عظمتوں کو جو دنیا میں تمہیں عطا کی جائیں گی ان کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر دو اور اس دن کو پھر اندھیروں میں تبدیل کر دو۔ اگر یہ ہوا تو تم ذمہ دار ہو۔ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ وَ اَنفَقُوا لَهُم اَجرٌ كَبِيرٌ۔ پس یاد رکھو کہ وہ لوگ تم میں سے جو ایمان لاتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں۔ یہاں خرچ سے مراد صرف دنیاوی خرچ نہیں بلکہ روحانی طور پر اپنی تمام طاقتیں، تمام دل و جان اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے اَجرٌ كَبِيرٌ ایک بہت بڑا اجر مقدر ہے۔ (سورہ الحدید آیات ۶ تا ۸)

اب رمضان کا مہینہ ہے اور یہ مضمون جو دراصل تو وقف جدید کے لئے شروع کیا گیا تھا میں اس کو رمضان کے ساتھ ملانا چاہتا ہوں تا کہ رمضان کی برکتوں میں وقف جدید اور وقف جدید کی برکتوں میں رمضان کی برکتیں شامل ہو جائیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بخاری کتاب الزکوۃ یہ بیان کرتی ہے اور یہ قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے، اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ اس میں سے جو پہلا حصہ ہے وہ تو ظاہر و باہر ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو خرچ کرنے والے ہیں خصوصیت سے رمضان مبارک میں، ان کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔ پس آپ اپنی نیکیوں میں اپنے بچوں کو بھی شریک کریں، اپنے گردوپیش، اپنے ماحول کو بھی شریک کریں تاکہ یہ نیکیوں کا مضمون پھولنے اور پھلنے لگے اور تمام دنیا پہ محیط ہو جائے۔ یہ ایک ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلائی جانے والی ہواؤں کے رخ پر ہوگا۔ فرشتے دعائیں کریں گے اور آپ آگے قدم بڑھائیں گے۔ تو بہت تیزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے اموال میں برکت دے گا اور اس برکت کے نمونے ہم دیکھ رہے ہیں۔ تمام دنیا میں ایسے خرچ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ مزید عطا فرما رہا ہے اور ان جیسے اور پیدا کر رہا ہے جن کے نتیجے میں احمدیت کے بڑھتے ہوئے بوجھ بآسانی اٹھائے جا رہے ہیں۔

میں نے پہلے بھی بارہا ذکر کیا ہے کہ آج تک ایک بھی ضرورت ایسی میرے سامنے نہیں آئی جو ضرورت حقہ ہو، اچانک سامنے پیدا ہو جائے اور اس کی تائید میں الٰہی ہوا نہ چلی ہو۔ ہمیشہ بغیر تحریک کے، کثرت کے ساتھ عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ ضرورت پوری کرنے کے سامان پیدا کر دیتا ہے اور مبارک ظفر صاحب جن کے سپرد شریف اشرف صاحب کے علاوہ آج کل مالیات کا نظام ہے وہ جب کسی خاص بڑھتی ہوئی ضرورت کے متعلق بات کرنے آتے ہیں تو ان کی مسکراہٹ بتا رہی ہوتی ہے کہ پھر وہی واقعہ ہو گیا ہے۔ ان سے برداشت نہیں ہوتی بے اختیار ہنس پڑتے ہیں کہ وہی بات ہوئی میں ضرورت کا پوچھنے کے لئے آیا تھا اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پورا ہونے کے سامان بھی ساتھ پہنچ گئے ہیں۔ یہ ایسا مسلسل خدا تعالیٰ کا سلوک ہے کہ آج تک کبھی ذرہ بھی اس میں کوتاہی نہیں ہوئی۔

پس آپ محفوظ ہاتھوں میں ہیں، نہ صرف یہ کہ آپ محفوظ ہاتھوں میں ہیں بلکہ آپ کے دل کی سچائی پر یہ باتیں گواہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچے لوگوں سے ہے۔ جو خدا کی خاطر، نہ کہ دنیا کو دکھانے کے لئے، اس کی راہ میں اپنی طاقتیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کے ساتھ یہ وعدہ ہے اور ہمارے ساتھ یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ تو سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان خرچ کرنے والوں کے دلوں پر نظر رکھی اور ان کی نیکیوں اور ان کے خلوص کو قبول فرما لیا ہے اور یہ قبولیت کے نشان ہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمیشہ اسی طرح یہ قبولیت کے نشان ہمارے حق میں ظاہر ہوتے رہیں۔

جہاں تک روک رکھنے والے کنجوس کی ہلاکت کی دعا ہے اس سلسلے میں میں بعض وضاحتیں پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا میں لوگوں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔ کیوں ہلاک نہیں کیا جاتا یہ مضمون میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں یعنی ایمان لانے والوں کی کسی خوبی پر نظر رکھتے ہوئے یا اپنی عنایت کی وجہ سے ان کو بچانا چاہے اور وہ اموال کے معاملے میں کنجوسی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے اموال برباد ہونے شروع ہو جاتے ہیں تاکہ ٹھوکر کھا کر ان کو نصیحت آئے اور بسا اوقات ایسے لوگوں نے بالآخر مجھے خط لکھا کہ ہم یہ کیا کرتے تھے لیکن اب ہمیں نصیحت آ گئی ہے اور جب سے ہم نے خدا کی راہ میں کنجوسی چھوڑی ہے ہمارے اموال میں دوبارہ برکت پڑنی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ ضائع سمجھتا ہے، بیکار، خشک لکڑیاں جانتا ہے ان کو ضرور کاٹ کے الگ پھینک دیا کرتا ہے اور پھر ان کے اموال ترقی کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں لیکن جماعت کو ان کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ اپنے اموال سمیت جہاں چاہیں چلے جائیں جماعت کے خزانے میں ایک آنے کی بھی کمی نہیں کر سکتے اور ان کی جگہ اللہ اور بھیج دیتا ہے۔ پس یہ وہ سلوک ہے جو ہم سے جاری ہے اور یہ حدیث دراصل اسی مضمون کو بیان کر رہی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ وہ کون ہیں جن پر رشک کرنے کی اجازت ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ ایسے شخص پر بے شک رشک کرو۔ اگرچہ ایسے اشخاص اپنے اس خرچ کو چھپاتے ہیں، چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ ظاہر ہو بھی جاتا ہے اور اللہ کی تقدیر اسے ظاہر کر دیا کرتی ہے بعض دفعہ اس لئے تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو۔ پس جب ان کو دیکھو تو ان پر رشک کرو۔ دوسرا ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی ہو جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو سکھاتا ہو۔ **تو دانائی اور علم و حکمت کو بنی نوع انسان کے حق میں استعمال کرنا چاہئے اور یہ بھی ایک ایسا خرچ ہے جس کے نتیجے میں دانائی اور علم و حکمت میں ترقی ہوتی ہے۔** یہ خدا کے عطا کردہ مال کی طرح جو ہمیشہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتی رہتی ہے اور جتنا بھی آپ بنی نوع انسان کی خاطر کچھ خرچ کریں یا جو کچھ آپ نے پایا ہے اس میں شریک کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اس میں کمی نہیں آنے دے گا۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا بعض عطائی نسخے والے سینہ بسینہ لوگوں کی بھلائی کے راز لئے پھرتے ہیں اور چھپا کے رکھتے ہیں۔ یہ صرف مشرق کا حصہ نہیں مغرب میں بھی بہت بڑی بڑی کمپنیاں اسی جرم میں مبتلا ہوتی ہیں کہ وہ راز کی باتیں جس کے نتیجے میں اُن کا کوئی مال دنیا میں شہرت پالیتا ہے اسے اتنی مضبوطی سے قفل بند رکھتے ہیں کہ کسی اور میں طاقت ہی نہیں ہوتی کہ اس کو پیش کر سکے حالانکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اور بھی رزق عطا کر دینا تھا لیکن اس طرف ان کی نظر نہیں جاتی۔

ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگ ہیں کوئی نسخہ ہی ہاتھ آ گیا تو سنبھال سنبھال کے رکھتے ہیں۔ مجھے ملنے والے دلچسپ خطوں میں سے بعض ایسے خط بھی ہوتے ہیں کہ یہ نسخہ اب ہم آپ کو بتا رہے ہیں اسے احتیاط سے استعمال کریں لیکن دنیا کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ اتنا عظیم الشان نسخہ میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ میں ان

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

کے نسخے رڈ کر دیا کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں اللہ نے مجھے تم سے بہت بہتر نسخے عطا فرمائے ہیں جنہیں میں کھُل کر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوں، ذرہ بھر بھی کنجوسی نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں میرا علم کم نہیں ہو رہا، بڑھ رہا ہے۔ اور ایسے خدا کے بندے جو اپنے علوم کے نتیجے میں بعض راز پا جاتے ہیں وہ مجھے کھل کے لکھتے ہیں اور کہتے ہیں بے شک اس کا اشتہار عام دیں یہ بنی نوع انسان کی ملکیت ہے۔ مجھے ایسے احمدی چاہئیں اور انہی کا ذکر ملتا ہے اس حدیث نبوی میں کہ اپنی حکمت کو بے باک لوگوں کے لئے استعمال کرو، کبھی کم نہیں ہو گی۔

مَن ذَاالذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسناً فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضعَافاً کَثِیرةً واللّٰہ یَقبِضُ وَیَبسُطُ وَ اِلَیهِ تُرجَعُون۔ یہ الحکم سے میں نے کچھ اقتباسات ایک دو لئے ہیں تا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مضمون کو آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الفاظ میں سن لیں۔ (رمضان کے روزے کے باعث منہ خشک ہونے کی وجہ سے بعض الفاظ کی صحیح طورپر ادائیگی میں دقت پیش آ رہی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا): منہ خشک ہونے کی وجہ سے یہ بولنے میں جو بعض دفعہ دقت ہوتی ہے یہ تو پہلے ہی ہمیشہ میں نے بتایا ہے ہوا کرتی تھی اور اپنے باپ اور بڑے بھائی سے میں نے یہی ورثہ پایا ہے لیکن اس کا نقصان کوئی نہیں ہے۔ پہلے تو قہوے یا گرم پانی کے ذریعے ہونٹوں کو تر کر دیا جاتا تھا۔ اب روزے کی وجہ سے ممکن نہیں ہے اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں آپ دعا کریں کہ کچھ ایسی دوائیں، جیسے حکمت کی باتیں میں کر رہا تھا، خدا تعالیٰ مجھے عطا فرمادے جن کے بعد آپ کو درس میں یا جمعہ پر خشک ہونٹوں کی تر باتیں سننے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں مگر باتیں تر ہیں ان میں کہیں ذرہ بھی خشکی کے کوئی آثار آپ نہیں دیکھیں گے۔ پس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح بھی ہو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس رمضان کو بہتر سے بہتر حالت میں آگے بڑھاتا رہے اور مجھے اس کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق بخشے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے۔ ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزاء کے ساتھ واپس کروں گا۔ یہ ایک طریق ہے اللہ تعالیٰ جس پر فضل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ طریق اختیار فرمایا ہے۔ یعنی تمہیں آزماتا ہے، ایسی آزمائش میں ڈالتا ہے جو تمہارے لئے بہت بابرکت ہے تم اپنے پیسوں کو جو دنیا میں پھینکتے پھرتے ہو کبھی وہ فائدے کے ساتھ واپس لوٹ آتے ہیں۔ کبھی، بلکہ اکثر جو سُود خور ہیں ان کے تو ضرور نقصان میں جاتے ہیں لیکن عام تاجروں کے روپے فائدے کے ساتھ واپس آتے اور بڑھتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے تمہیں ایک ایسی تجارت عطا فرمادی ہے کہ تم اس کو قرضہ دو۔ اور قرضہ حسنہ ہوا کرتا ہے کوئی سود کی شرط نہیں ہوا کرتی۔ جب دو تو اس نیت سے دو کہ اللہ! ہماری خوشی ہے تُو پورا فرما۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو رزق تو نے عطا فرمایا ہے کچھ تیرے قدموں میں ڈال دیں اور اس سے ہمیں بے انتہا طمانیت نصیب ہو گی اگر تو قبول فرمالے۔ یہ جذبہ ہے جس کے ساتھ قرضہ حسنہ دیا جاتا ہے۔ لیکن جس کو آپ دیتے ہیں اس جذبے کے خلوص کے مطابق وہ جوابی کارروائی کرتا ہے۔ جتنا سچا یہ جذبہ ہو اس کی قبولیت اس مال کو بڑھا کر واپس کرنے کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے۔ پس جن لوگوں کا تھوڑا دیا بھی بہت برکتیں حاصل کر لیتا ہے یہ ان کے خلوص کی طرف اشارہ ہے۔ جن لوگوں کا زیادہ دیا بھی اتنی برکتیں حاصل نہیں کرتا یہ ان کے خلوص کی کمی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بہرحال ان دونوں پر نظر رکھتا ہے اور جتنا چاہے بڑھا دیتا ہے۔ بڑھانے کی مثالیں موجود ہیں کہ اس طرح بڑھاتا ہے، اس طرح بڑھاتا ہے، اس طرح بڑھاتا ہے لیکن آخر پر یہی فرماتا ہے کہ جس کے لئے چاہے اس سے بھی زیادہ، اور زیادہ کی تعیین نہیں، یعنی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ آپ شمار نہیں کر سکتے لیکن جتنا زیادہ ہوتا ہے اللہ کی راہ میں پیش کرنے کی خواہش بھی اسی طرح بڑھتی چلی جاتی ہے۔ وہ زیادہ جس کے بعد خدا کی خاطر خرچ کرنے کی خواہش مٹ جائے وہ زیادہ ایک بُری آزمائش ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو اور مجھے ایسی بُری آزمائش میں نہ ڈالے۔

الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷، مورخہ ماہ مئی ۱۹۰۳ء سے یہ حوالہ لیا گیا تھا۔

اب ایک اور حوالہ ہے الحکم جلد ۵ صفحہ ۲۱ مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۰۱ء سے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ایک نادان کہتا ہے مَن ذَاالذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسناً کون ہے جو اللہ کو قرض حسن عطا کرے، کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے اس کا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذاللہ خدا بھوکا ہے۔ بعض لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں یعنی دشمن اسلام اکثر، اور بعض مسلمان نادان بھی یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ دیکھو کیسا اعلان ہے مَن ذَاالذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسناً ۔ اللہ کوئی بھوکا ہے جسے قرض کی ضرورت ہے۔ آپ فرماتے ہیں احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے۔ یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کے ساتھ اخلاص اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جزاء اس سے کئی گنا کر کے دیتا ہے۔

اب اخلاص کا رد کرنے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت نکتے کی بات فرمائی ہے۔ فرمایا قرضہ حسنہ کو مال سے محدود کیوں کرتے ہو۔ قرضہ حسنہ کا اکثر حصہ تو تمہارے اپنے اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ تم نیک اعمال اختیار کرو تو اللہ کا پیٹ بھر جائے گا، کون سی بھوک مرے گی اس کی۔ لیکن وہ اس کی جزاء تمہیں ایسی دے گا کہ تمہاری بھوکیں مٹ جائیں گی۔ پس یہ نکتہ بہت ہی عمدہ اور بہت ہی عظیم نکتہ ہے کہ قرضہ حسنہ کو دنیاوی رزق تک محدود نہ کرو۔ قرضہ حسنہ کا زیادہ تعلق تمہارے اعمال کی اصلاح سے ہے۔ اللہ کے حضور جب تم نمازیں اخلاص سے پڑھتے ہو، اللہ کے حضور جب تم روزے اخلاص سے رکھتے ہو، اللہ کے حضور جب دوسری نیکیاں تم اخلاص سے بجا لاتے ہو تو یہ قرضہ حسنہ ہے کیا اس سے خدا کا نعوذباللہ من ذالک پیٹ بھرے گا۔ تمہارے اعمال کی وہ پھر جزاء دے گا اور پیٹ بھرے گا تو تمہارا پیٹ بھرے گا۔

پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نکتے کو جو بیان فرمایا ہے اس میں اعمال صالحہ کے ساتھ چندے بھی شامل ہیں وہ بھی تمہیں لوٹائے جائیں گے اور ان کی قبولیت کا فائدہ تمہیں من حیث الجماعت پہنچے گا۔ اور ان چندوں سے جماعت کے نفوس اور اموال میں بہت برکت پڑے گی اور جو تمہاری تمنائیں ہیں کہ تم دنیا میں آخری فتح حاصل کرو یہ سارے نظام اس فتح کو قریب تر کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ پس قرضہ حسنہ کا مضمون بہت وسیع ہو جاتا ہے اور اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

آگے فرماتے ہیں "یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے اس پر غور کرنے سے اس کا مفہوم صاف سمجھ آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بدوں کسی نیکی، دعا اور التجاء اور بدوں تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہنچا رہا ہے"۔ پس خدا پر یہ الزام حد سے بڑھی ہوئی جہالت ہے۔ وہ رب جو بغیر دنیا کی التجاؤں کے، بغیر اس کے مانگنے کے، بغیر اس کی ذات پر یقین کے جو کچھ کھا رہی ہے وہ دنیا اس کے ہاتھوں سے کھا رہی ہے۔ تم اتنے بے وقوف لوگ ہو کہ چھوٹی سی ضرورت کے بعد سمجھتے ہو کہ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ اس خدا کو تمہاری حاجت کیا ہو سکتی ہے جو ساری کائنات کا رب ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں کو رزق عطا فرما رہا ہے، ان انسانوں کو رزق عطا فرما رہا ہے جو اس کے دین کے مخالف ہیں، ان انسانوں کو رزق عطا فرما رہا ہے جنہوں نے خدا کے بیٹے بنا رکھے ہیں، ان کو رزق عطا فرما رہا ہے جو اس کی ہستی کا انکار کر رہے ہیں۔ یہ عالمی رحمت اور ربوبیت کا نزول تمہیں اس آیت کے سمجھنے میں ممد ہونا چاہئے نہ کہ اس کے برعکس ترجمہ کرو۔ اس لئے قرضہ حسنہ کا ہر وہ معنیٰ جو خدا کی اس عالمی ربوبیت کے خلاف کیا جاتا ہے وہ مردود معنیٰ ہے اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ مَن ذَاالذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسناً اس کی تفسیر اس آیت میں موجود ہے۔ مَن یَعمَلْ مِثقَالَ ذَرَّةٍ خَیراً یَرَہٗ یعنی ایک ذرہ برابر بھی تم کوئی کام کرو جو اچھا ہو اللہ کی اس پر نظر ہوتی

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

ہے اور وہ اسے ضرور بڑھاتا ہے۔ پس ایسے خدا پر اس آیت کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں اعتراض جڑنا اپنی ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں۔

اب جو تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے اس میں مَیں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور چند کوائف آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ الحمدللہ وقف جدید کا بیالیسواں سال خدا تعالیٰ کے بہت سے فضلوں کو سمیٹ کر ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو اختتام پذیر ہو گیا ہے اور اب ہم وقف جدید کے تینتالیسویں (۴۳) سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ پہلے بہت سے کوائف بیان کئے جاتے تھے اعداد و شمار کی صورت میں جن کو اکثر لوگ سمجھتے نہیں تھے اور جو سامنے بیٹھے ہیں ان کی آنکھوں سے یہ میں سمجھ لیتا تھا کہ کچھ نیند کی طرف مائل ہو رہے ہیں کیونکہ اعداد و شمار کو جذب کرنا اور سمجھنا یہ اچھے تعلیم یافتہ آدمیوں میں سے بھی سب کو نصیب نہیں ہوا کرتا۔ یہ ایک خاص ملکہ ہے جس کے نتیجے میں آپ اعداد و شمار کو فوراً اخذ کر کے سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس لئے اب میں نے ایسے اعداد و شمار کا ذکر کرنا چھوڑ دیا ہے جن کو سمجھانے میں مجھے دقت ہو، جن کو سمجھنے میں آپ کو دقت ہو۔ آخری فائدہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اب وہ باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا تعلق آخری فائدے سے ہے۔

سب سے پہلے تو نظام میں ایک تبدیلی کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کروڑ سے زیادہ احمدی نئے شامل ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق ہماری طرف سے جو تربیت کے نظام جاری ہو رہے ہیں ابھی تک پوری طرح ان کی کفالت نہیں کر رہے۔ اگر ہم نے وقف جدید میں بھی ان کی طرف پوری توجہ کی ہوتی تو ان کے ایمان اور اخلاص کو بڑھانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھا۔ اس لئے **اب ہر جماعت میں نئے آنے والوں کے لئے وقف جدید کا ایک الگ سیکرٹری مقرر ہو۔ وہ خالصتاً ان پہ کام کرے۔ خواہ ایک آنہ بھی ہو وہ بھی قبول کیا جائے۔ لیکن کثرت کے ساتھ وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں نئے آنے والوں میں سے اضافہ ہو۔** اس کے نتیجے میں ہماری یہ جو فہرست ہے لاکھوں کی بجائے اگلے چند سال میں کروڑ تک پہنچ جائے گی اور وقف جدید کا یہ فیض بہت بڑا فیض ہوگا جو فیض عام ہوگا اور آئندہ رہتے زمانوں تک کے لئے وقف جدید کا یہ احسان بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔

پس آج سے اپنی جماعت میں ایک پورے سیکرٹری وقف جدید برائے نو مبایعین مقرر کریں اور دوسرے سیکرٹری وقف جدید جو ہیں ان کا تعلق پہلوں کی تعداد بڑھانا، ان کے بچوں کی فکر کرنا، بڑھتی ہوئی آمدنیوں کے مطابق وقف جدید کے چندے کو بڑھانا یہ کام ہوگا۔ اور یہ کام الگ چلے تو امید ہے اگلے سال انشاء اللہ اس کے بڑے دلچسپ نتائج آپ کے سامنے آئیں گے۔

رپورٹوں کے مطابق جو اس وقت وقف جدید کی صورت ہے ۱۹۹۷ء کے اختتام تک خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دس لاکھ بیاسی ہزار تین سو اٹھانوے پاؤنڈ وصولی ہوئی ہے۔ ۱۰،۸۲،۳۹۸ پاؤنڈ، روپوؤں میں مَیں نے اس لئے بات نہیں کی کہ روپوؤں میں یہ تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن یہ وہ کرنسی ہے جو سال ہا سال سے مستحکم ہے اور کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ پاکستانی روپے کی قیمت گر گئی ہے آپ یونہی اضافے کی باتیں کر رہے ہیں۔ کئی ایسے اعداد و شمار پر نظر رکھنے والے بھی ہیں جن کی نظر ہمیشہ اعتراض کی خاطر ہوتی ہے اور ہر خوشی کی بات سن کر اسے بدی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے دس لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ کی باتیں کر رہا ہوں۔ اور اگرچہ دنیا کی سب کرنسیوں کے مطابق اس میں بھی کچھ کمی کے پہلو آئے ہیں لیکن نسبتاً بہت کم۔

اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ سن ۱۹۸۲ء میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر نافذ فرمایا اس وقت دنیا کے سارے چندوں کو ملا کر، پاکستان اور دنیا بھر کی جماعتوں کے پورے چندوں کو ملا کر اگر یہ انہیں روپوں میں لکھا ہوا ہے تو وہ نہیں مجھے چاہئے۔ انہوں نے اس وقت کے چندے کا حساب رکھ کر اسے روپوں میں ہی بیان کیا ہے، یہ مجموعی قربانی کا کل پانچ کروڑ پینتالیس لاکھ بنتا تھا۔ جب وقف جدید بیرون کا اجراء ہوا اس وقت پہلے سال وقف جدید بیرون کی کل وصولی گیارہ لاکھ چھیالیس ہزار روپے تھی۔ اب باوجود میرے زور دینے کے کہ پاؤنڈوں میں ہونی چاہئے یہ مبارک ظفر صاحب کو شوق ہے زیادہ دکھانے کا اس لئے وہ ضرور روپوں میں باتیں کر دیتے ہیں۔ جب داؤ لگے روپے میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ بہر حال اب ہمیں یہی رپورٹ سننی ہوگی جو میرے سامنے ہے۔ وہ یہ موازنہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ۸۵ء میں وقف جدید بیرون کا جب اجراء ہوا تو اس وقت پہلے سال وقف جدید بیرون کی کل وصولی گیارہ لاکھ چھیالیس ہزار روپے تھی۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید بیرون کا چندہ پانچ کروڑ تراسی لاکھ روپے ہو چکا ہے۔ یعنی گیارہ لاکھ کو آپ جو بھی سمجھیں اور پانچ کروڑ میں سے جتنی چاہیں کم کر دیں۔ پھر بھی اتنا نمایاں اضافہ ہے کہ روپے کی گرتی ہوئی قیمت کو پیش نظر رکھ کے بھی اس کی کوئی توجیہہ، دنیا میں کوئی مثال نہیں پیش کر سکتا کہ اضافہ نہیں ہوا کیونکہ روپے کی قیمت گر گئی۔ جتنی چاہو گرالو مگر گیارہ لاکھ کے مقابل پر پانچ کروڑ تراسی لاکھ کی تعداد کو تم کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جو مجموعی وصولی کے لحاظ سے جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی پہلی دس جماعتیں ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ امریکہ امسال بھی اول رہا اور امریکہ کے بعد پاکستان نمبر دو ہے اور یہ پاکستان کو بڑا اعزاز ہے۔ انتہائی مخالفانہ حالات کے باوجود اس چندے میں انہوں نے ایک ذرہ بھی کمی نہیں کی۔ جرمنی کی تیسری پوزیشن جو پہلے نمبر ایک اور پھر دو اور پھر اب تین ہوا ہے اسی طرح مستحکم ہے اور ان کی مجبوری ہے۔ اب آپ لوگ زبردستی وقف جدید کا چندہ بڑھانے کی خاطر اپنے باقی چندوں کو کم نہ کریں وہ نظام بگڑ جائے گا۔ اللہ نے آپ کو تیسری پوزیشن عطا فرمائی ہے بہت بڑی چیز ہے۔ اس دوڑ میں تیسرا گھوڑا ہونا بھی بڑی بات ہے کیونکہ عام طور پر اول، دوم، سوم کا اعلان کیا جاتا ہے۔ چوتھے نمبر پر برطانیہ ہے پانچویں پر کینیڈا، چھٹے پر انڈیا۔ انڈیا کی یہ خاص خوبی ہے کہ وقف جدید کے چندے میں وہ پہلے سے بہت بڑھے ہیں اور اب بڑے بڑے ملکوں کا مقابلہ کرنے لگ گئے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ ساتویں نمبر پر ہے۔ یہ اب ہندوستان کے بعد چلا گیا ہے۔ انڈونیشیا آٹھویں نمبر پر ہے۔ ناروے نویں نمبر پر اور ماریشس دسویں نمبر پر ہے۔

فی کس قربانی کے لحاظ سے جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی پہلی پانچ جماعتیں۔ یعنی ہر چندہ دہند جس نے حصہ لیا ہے اس کی انفرادی قربانی کو اگر شامل کیا جائے تو دنیا میں کون سی جماعتیں ہیں جن میں ہر چندہ دہندہ اتنا چندہ ادا کر رہا ہے کہ باقی دنیا کی جماعتوں سے آگے بڑھ جائے۔ اس پہلو سے بھی اللہ کے فضل سے امریکہ سب سے اوپر ہے۔ فی چندہ دہندہ سب چھوٹے بڑوں کو ملانے کے باوجود، باوجود اس کے کہ انہوں نے چندہ دہندگان کی تعداد میں بہت اضافہ کیا ہے اور اس اضافے کے پیش نظر ان کو یہ خطرہ تھا کہ مجموعی تعداد گر نہ جائے مگر امریکہ کے ہر چندہ دہندہ کو ایک سو پانچ پاؤنڈ فی کس دینے کی توفیق ملی ہے۔ نمبر دو سوئٹزرلینڈ ہے ان کو تریسٹھ پاؤنڈ فی کس دینے کی توفیق ملی ہے گویا امریکہ اللہ کے فضل سے اب اتنا نمایاں آگے بڑھ گیا ہے کہ اب اس کے لئے دعائیں کریں لیکن آپ میں طاقت نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ کیونکہ امریکہ کا نظام ماشاء اللہ دن بدن مستحکم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسا امیر عطا فرمایا ہے جو مالیات کا بہت بڑا ماہر ہے۔ لیکن مالیات سے بڑھ کر انہوں نے اپنی سوچیں اپنے بزرگ باپ سے ورثے میں پائی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے بیٹے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔ اور وہ ہر بات بڑے گہرے منصوبے سے کیا کرتے تھے کسی جگہ منصوبہ بندی کی تعلیم نہیں پائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں منصوبہ

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے احباب کے لئے

خوشخبری

ضامن صحت — عمدہ کوالٹی

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت — ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری میں تشریف لائیں

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ

MAYBACH STR 2

69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)

BEI HEIDELBERG -GERMANY

Tel :0 6221-79240 Fax: 06221-792425

بندی ڈالی ہوئی تھی۔ بہت گہری نظر تھی، بہت گہرے منصوبے سے کام کیا کرتے تھے۔ یہ خوبی امریکہ کے موجودہ امیر نے بھی اپنے بزرگ باپ سے ورثے میں پائی ہے اور اسے آگے بڑھایا ہے، پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ اور یہ آگے بڑھنا کوئی پرانے بزرگوں کی گستاخی نہیں۔ ان کی اپنی دعائیں یہی ہوتی تھیں کہ ہماری اولاد ہماری نیکیوں میں ہم سے آگے بڑھ جائے۔ تو ان کی تمنا پوری ہوئی اس پر کسی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

سوئٹزرلینڈ کے بعد جاپان تئیس پاؤنڈ۔ جاپان پر جو مالی مشکلات کا دور آیا ہے اس کے پیش نظر ان کا تئیس پاؤنڈ فی چندہ دہندہ ہی بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ نکالے گئے ہیں، بہت سی تجارتوں کو نقصان پہنچا ہے۔ نمبر چار بلجیم ہے جس کو فی چندہ دہندہ گیارہ پاؤنڈ چونسٹھ پنس دینے کی توفیق ملی ہے۔ بلجیم کے لحاظ سے واقعی یہ بڑی بات ہے۔ بلجیم کے احمدی بہت سے بے روزگار ہیں اور وظیفوں پر پل رہے ہیں ان کا اس قربانی میں اتنا نمایاں حصہ لینا اور ہمیشہ بڑے استقلال سے پانچ میں سے ایک پوزیشن حاصل کرنا بہت قابل تحسین ہے اللہ ان کو بہترین جزاء دے۔ جماعت جرمنی کو انہوں نے چند پینیز (Penies) کے لحاظ سے پیچھے چھوڑا ہے یعنی جماعت جرمنی فی چندہ دہندہ بھی ابھی پانچ میں شامل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کا بڑا اعزاز ہے۔ جماعت جرمنی کے فی چندہ دہندہ کی قربانی گیارہ پاؤنڈ پچاس پنس ہے اور بلجیم کی فی چندہ دہندہ کی قربانی گیارہ پاؤنڈ چونسٹھ پنس ہے صرف چودہ پنس کا فرق ہے۔ اتنی میری طرف سے جرمنی کو اجازت ہے کہ چاہیں تو اس چودہ پنس کو مٹا کر آگے بڑھ جائیں اور بلجیم کو پیچھے چھوڑ جائیں۔

موازنہ چندہ دہندگان۔ ۱۹۹۶ء میں چندہ دہندگان کی کل تعداد ایک لاکھ سڑسٹھ ہزار چار سو ترانوے تھی۔ ایک لاکھ سڑسٹھ ہزار چار سو ترانوے (۱۶۷۴۹۳)۔ ۱۹۹۷ء میں یہ تعداد بڑھ کر دو لاکھ بائیس ہزار چھ سو اٹھائیس ہو گئی گویا اس تعداد میں بتیس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پس میں نے جیسا کہ پہلے زور دیا تھا ہمیں قربانی کرنے والوں کی تعداد بڑھانا ہے کیونکہ جو بھی ایک دفعہ قربانی کرنے والوں کی تعداد میں شامل ہو جائے اللہ تعالیٰ کا قانون قرضہ حسنہ کو بڑھانے والا اس پر لاگو ہو جاتا ہے۔ اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں، اموال میں برکت پڑتی ہے۔ ایسا بچہ بڑا ہوتا ہے تو جو بھی کمائی کرتا ہے اس میں اللہ کا حصہ ڈالتا ہے۔ **پس وقف جدید کو آئندہ نسلوں کو سنبھالنے کے لئے استعمال کریں اور کثرت سے وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائیں۔** خواہ تھوڑی قربانی کریں لیکن ان کو شامل ضرور کریں۔ الحمد للہ جماعت اس طرف توجہ کر رہی ہے اور اب دو لاکھ بائیس ہزار چھ سو اٹھائیس تک تعداد جا پہنچی ہے۔

اب میں آخر پر **پاکستان میں نمایاں وصولی کرنے والی جماعتوں کا ذکر** کرتا ہوں۔ پاکستان میں نمایاں وصولی کرنے والی جماعتوں میں پہلے نمبر پر کراچی ہے۔ کراچی کے ساتھ گزشتہ سال شاید کچھ زیادتی ہوئی تھی ان کے اعداد و شمار یا ٹھیک پڑھے نہیں گئے یا وہ وقت پر بھجوا نہیں سکے۔ ان کو پہلی حیثیت سے گرا کر غالباً دوسری میں کر دیا گیا لیکن بعد میں جو انہوں نے مجھے اعداد و شمار بھجوائے کراچی کا پہلا مرتبہ، پہلا مقام اسی طرح قائم تھا۔ پس اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کراچی جماعت سارے پاکستان کی جماعتوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ دوسرے نمبر پر ربوہ ہے اور ربوہ کی قربانیوں میں دراصل ساری دنیا کے احمدی مہاجرین کی قربانیاں شامل ہیں اور اکثر ان کا چندہ باہر سے آنے والے روپے کی وجہ سے ہے اس لئے اس میں ساری دنیا حصہ دار بن جاتی ہے مگر وہ ربوہ پہنچ کر پھر ادا ہوتا ہے اس لئے ربوہ کو بہر حال ایک مقام حاصل ہے۔ تیسرے نمبر پر لاہور ہے۔ یہ پہلی تین جماعتوں کا ذکر ہے۔

اب پہلے دس اضلاع کا نام بھی سن لیں تاکہ آپ کی دعاؤں میں وہ شامل رہیں پھر میں اس خطبے کو دعا کے ساتھ ختم کروں گا۔ اسلام آباد یہ سارے اضلاع میں نمبر ایک پر ہے۔ راولپنڈی تمام پاکستان کے اضلاع میں نمبر دو ہے۔ یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ باقی جو بہت سے اہم تربیتی اور دوسرے کام ہیں ان میں ان دونوں ضلعوں کو اتنی توفیق نہیں ملی، وقف جدید میں کیوں، کیسے مل گئی۔ لیکن اللہ کا فضل ہے جس کو بھی نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ مبارک کرے اور اس کے نتیجے میں دوسرے ترقی کے میدانوں میں بھی ان کو آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا ہو۔

اب سیالکوٹ ضلع بھی عام طور پر پیچھے رہنے والے ضلعوں میں شمار ہوتا ہے کیونکہ وہ بڑے بڑے عظیم جھنڈے جو سیالکوٹ کی جماعت نے مسیح موعودؑ کے زمانے میں اٹھائے ہوئے تھے ایک ایک کر کے اپنے گھروں میں رکھ دئے گئے اور آخر یہ ضلع عملاً دشمنوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ بڑی بڑی احمدیت کی مخالفت کی روئیں اس ضلع سے اٹھی ہیں جن کا پہلے زمانوں میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تو اب میں اس ضلع کے پیچھے تو پڑا ہوا ہوں دیکھیں کب یہ بیدار ہو کر ہر نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اتنا ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وقف جدید میں اس ضلع کو تیسری پوزیشن حاصل ہو گئی ہے۔

فیصل آباد چوتھے نمبر پر ہے۔ پانچویں پر گوجرانوالہ ہے اور شیخوپورہ کی باری چھٹے نمبر پر آتی ہے۔ شیخوپورہ غالباً چوہدری انور حسین صاحب کو یاد کر رہا ہے۔ ان کے بیٹے سن رہے ہونگے تو یاد رکھیں کہ اپنے بزرگ باپ کے مقام کو یاد رکھیں اور جن جن نیکی کے میدانوں میں انہوں نے قدم آگے بڑھایا تھا آپ بھی آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ عمر کوٹ ساتویں نمبر پر ہے۔ یہ چھوٹا سا سندھ کا ضلع ہے لیکن حیرت ہے کہ کیسے ساتویں نمبر پر آ گیا مگر آ گیا ہے۔ گجرات آٹھویں نمبر پر ہے اور گجرات کا آٹھویں نمبر پر ہونا بھی غالباً اس وجہ سے ہے کہ وہ سب دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور وہ اپنے پیچھے رہنے والوں کا خیال رکھتے ہیں۔ سارے گجراتی دنیا بھر سے اپنے خاندانوں کی مالی مدد کرتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ان کو پھر یہ خدمت دین کے سلسلے میں استعمال کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ کوئٹہ نویں نمبر پر ہے اور سرگودھا دسویں نمبر اور اس کے ساتھ ہی جمعہ کا وقت ختم ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

گھانا:۔ گزشتہ سال جماعت احمدیہ گھانا نے کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" باقاعدہ پروگرام کے تحت ملک کے مختلف سرکردہ احباب کو اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو وسیع پیمانے پر پہنچائی۔ اسی قسم کی ایک تقریب کوامے نکرومہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کماسی میں بھی منعقد ہوئی جس میں یہ تصنیف لطیف وائس چانسلر اور تیرہ دیگر منتخب پروفیسر صاحبان کو تحفۃً پیش کی گئی۔
اوپر تصاویر میں اشانٹی ریجن کے مبلغ مکرم مبارک احمد صاحب بسرا، یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب E.H.Amonoo Neizer کو اور جناب D.C.Asante Kwatia ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر اکنامکس کو اسلامی اصول کی فلاسفی (انگریزی) کا نسخہ تحفۃً پیش کر رہے ہیں۔

SATELLITE WAREHOUSE
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More.

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

تاریخ احمدیت سے

حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام

افریقن احمدیوں کے نام

آپ تبلیغ کریں اور پیغام اسلام افریقہ کے کونے کونے تک پہنچا دیں

خدائے علیم وخبیر کی طرف سے قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی حضرت مصلح موعودؓ کو اوائل خلافت میں افریقن عوام کے شاندار مستقبل کی نسبت یہ خبر دی گئی کہ:

"خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ افریقہ جو مسلمانوں سے عیسائیوں کے ذریعہ نکل چکا ہے اب آپ کے ذریعہ مسلمانوں کو دلائے اور خدا تعالیٰ کی غیرت کا وقت آگیا ہے۔ اب سے پہلے خدا خاموش بیٹھا رہا جس طرح صیاد جال کے نیچے دانہ ڈال کر بیٹھا رہتا ہے اور جانوروں کو وہ دانہ جس پر اس کی قیمت لگی ہوتی ہے چننے دیتا ہے۔ مگر اب جب دنیا نے اپنی غلطی سے سمجھ لیا ہے کہ اسلام مٹنے والا ہے خدا چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اسے اکناف عالم میں پھیلا دیا جائے۔ (تقدیر الٰہی صفحہ ۲۹، ۳۰ [تقریر ۲۶/ دسمبر ۱۹۱۹ء] مرتبہ منشی خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی۔ ایڈیٹر الفضل قادیان دارالامان۔ ناشر تالیف و اشاعت قادیان)۔

اس سلسلہ میں حضور نے قیام پاکستان کے بعد براہ راست افریقن احمدیوں کے نام بھی ایک نہایت امید افزا پیغام دیا جو رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے ستمبر ۱۹۵۵ء کے ایشوع میں چھپا۔ یہ پیغام جناب حاجی جے۔ سی۔ الحسن عطا صاحب، پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اشانٹی ریجن (کماسی، گھانا) کے توسط سے ارض بلال تک پہنچا اور اس نے افریقن احمدیوں میں زبردست بیداری پیدا کر دی۔ اس انقلاب آفریں پیغام کے الفاظ یہ تھے:

I am reading the writing on the wall that there is a great future for your race. God does not forsake a race for all the times to come. Sometime, He gives opportunity to one nation and one continent and then He offers the same opportunity to another nation and other continent. Now is your time. You have been oppressed and ruled by others for a very very long time. Rest assured that your glorious time is fast approaching. People were made to think that yours is an inferior race. I can say about myself that in my young age, when I used to read books, in English, I used to think about your race as inferior one. But when I grew up and read the traditions and the Holy Quran, I came to know that it was all wrong. God has not made an exception of your people. God mentions all races and nations as equal. When He sends any prophet in the world, He gives sufficient intelligence also to the men, who are addressed, to accept that prophet. If you have not sufficient intellegence or in other words are an inferior race then God frobid, it is His fault Who sent a prophet to a people who have no intellegence to accept him. But this is not the case. Islam says that Europeans, Americans, Asiatics, Africans and people in far off islands are equal. All of them have the same power of understanding, learning, memorising and inventing. Americans consider themselves as upper men. They even hate Europeans The Europeans hate Asiatics. As far as Ahmadiyyat goes I assure you that we, (and when I say we, I mean myself and all the Ahmadies who follow me) consider all the people on earth as equal. All of us are equal and have the same powers.

I assure you that during my life time I am not going to allow any Ahmadi to adopt the aforesaid mistaken ideas as prevalent in the world. Just as the Holy Prophet said that he would crush such ideas under his heels, so I assure you that I will also crush such ideas under my heels.

"So go and prove yourselves true Ahmadies. Tell your brothers that you went to Pakistan and Rabwah and found that in Pakistan also there are brothers, who feel for you and consider all Ahmadies as equal, and that you did not see Pakistanees rather Africans in different colours. They are looking towards their African brothers as their own kith and kin. I am expecting the same sacrifice from Africans and ask you to preach and convey the message of Islam to every corner of your country."

"Rabwah will always look forward to you to bring every body in the Gold Coast into the fold of Ahmadiyyat, or the True Islam, the religion of God".

(The Review of Religions, September 1955. P.532,533)

یعنی میں یہ نوشتہ دیوار پر پڑھ رہا ہوں کہ آپ کی (افریقن) نسل کے لئے ایک عظیم مستقبل مقدر ہے۔ اس کا شاندار زمانہ قریب تر آ رہا ہے۔ خدا نے ماضی میں بھی کسی قوم کو نہیں چھوڑا نہ آئندہ نظر انداز کرے گا۔ وہ بعض اوقات کسی ایک قوم اور براعظم کو موقع دیتا ہے اور پھر ایک دوسری قوم اور دوسرے براعظم کو منتخب فرماتا ہے۔ ایک لمبے عرصے تک آپ لوگوں پر ظلم کیا گیا اور دوسروں کے محکوم رہے اب آپ کا وقت ہے۔

لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا گیا کہ افریقن ایک کمتر قوم ہے۔ خود میں اپنے متعلق بھی کہہ سکتا ہوں کہ اپنے عہد شباب میں جبکہ میں انگریزی کتابیں پڑھا کرتا تھا تو میرا بھی یہی خیال تھا لیکن بڑے ہو کر جب میں نے قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ غلط تھا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی قوم سے کوئی امتیازی سلوک نہیں برتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام نسلیں اور قومیں برابر ہیں۔ جب وہ کوئی اپنا فرستادہ دنیا میں بھیجتا ہے تو وہ کافی ذہانت اُن لوگوں کو بھی عطا فرماتا ہے جن کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ وہ اس رسول کو قبول کریں۔ اگر آپ کے پاس یہ ذہانت نہیں یا دوسرے الفاظ میں آپ ایک کمتر نسل ہیں تو معاذ اللہ یہ خدا کا نقص ہے کہ اس نے ایک ایسی قوم کی طرف اپنا مامور بھیجا ہے جو ذہانت سے خالی تھی کہ اس کو قبول کر سکے۔ لیکن معاملہ یہ نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ یورپ، امریکہ، ایشیا، افریقہ اور دور دراز جزیروں کے سب باشندے برابر ہیں۔ تمام کو قوتِ عقل اور قوتِ علم وایجاد عطا کی گئی ہے۔ گو امریکن اپنے تئیں ایک فوق البشر مخلوق سمجھتے ہیں اور یورپین سے بھی نفرت کرتے ہیں اور یورپ کے لوگ ایشیائیوں کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں مگر جہاں تک تحریک احمدیت کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں (اور جب میں یہ کہتا ہوں تو میری مراد ان تمام احمدیوں سے ہے جو میرے متبع ہیں) کہ ہم سمجھتے ہیں کہ زمین پر بسنے والے تمام لوگ برابر ہیں۔ ہم تمام برابر ہیں اور ایک جیسی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں کبھی کسی احمدی کو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گا کہ وہ مذکورہ بالا خیالات کو جو دنیا میں رائج ہیں اختیار کرے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسے خیالات کو اپنی ایڑیوں کے نیچے کچل دیں گے۔ پس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بھی ایسے نظریات کو اپنے پاؤں تلے مسل دوں گا۔ پس جائیں اور اپنے آپ کو سچا احمدی ثابت کریں۔ اور اپنے بھائیوں کو بتائیں کہ آپ پاکستان گئے تھے اور ربوہ میں بھی آپ نے بچشم خود دیکھا کہ پاکستان میں بھی آپ کے بھائی ہیں جو آپ کے جذبات کا احساس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تمام احمدی برابر ہیں۔ اور یہ کہ آپ نے پاکستانیوں اور افریقن میں کوئی الگ رنگ نہیں دیکھا۔ پاکستانی اپنے افریقن بھائیوں کو اپنے عزیز واقارب کی طرح دیکھتے ہیں۔ میں افریقنوں سے بھی اسی قربانی کی توقع کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ آپ تبلیغ کریں اور پیغام اسلام افریقہ کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ ربوہ ہمیشہ آپ کا انتظار کرے گا کہ آپ گولڈ کوسٹ کے ہر فرد کو احمدیت کی آغوش میں لے آئیں جو حقیقی اسلام اور خدا کا دین ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۹)

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

طلاق کی وجوہات پر ایک ماہر نفسیات کی رائے

امریکہ کے ایک ماہر نفسیات ہاورڈ مارک مین نے لندن کی ایک کانفرنس میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ شادی سے پہلے ہی ہونے والی بیوی کی بات چیت سن کر اور ان کے حالات دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ شادی نبھانے والی باتیں ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں تیرہ سال سے یہ کام کر رہا ہوں اور اب تک ۱۳۵ جوڑوں کے متعلق اندازے لگا کر انہیں بتا چکا ہوں۔ میرے ۹۰ فیصد اندازے درست نکلے ہیں۔

وہ کہتے ہیں طلاق کی بڑی وجہ بات چیت اور تعلقات کا یکسر ختم کر دینا ہوتا ہے (Communication Break-down)۔ اگر تعلقات جلد بازی اور غصہ میں یکدم توڑے نہ جائیں اور تعلقات بگڑنے کے بعد بھی بول چال جاری رکھیں اور کچھ عرصہ اکٹھے رہتے رہیں تو طلاق ہوتے ہوتے بھی بچ جاتی ہے۔ جب وہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے سے انکار کر دیتے ہیں، اپنی ضد پر اڑ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات سننے کے روادار نہیں رہتے تو اس کا نتیجہ طلاق ہوتا ہے۔ دوسری وجہ طلاق کی باہمی احترام کا فقدان ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے کردار پر حملہ کرتے ہیں اور ہتک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک فریق دوسرے کو مسلسل نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اگر ایک نے دوسرے کے ہاتھ سے بیس میٹھی کاشیں کھائی ہوں اور ایک کڑوی آجائے تو پچھلی بیس کو یکسر بھلا کر ایک کڑوی کو بار بار دہراتا رہے گا اور ہمدردی حاصل کرنے کے لئے گھر کے باہر کے افراد کو بھی بتانا شروع کر دے گا (یا کر دے گی)۔ ایسے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا کر ڈٹ جاتے ہیں اور ان کے والدین بھی اسے اپنی عزت کا مسئلہ بنا کر صورت حال کو مزید گھمبیر بنا دیتے ہیں۔ طلاق کی ایک وجہ آزاد اور خود مختار رہنے کی خواہش ہوتی ہے۔ ایسے لوگ شادی کے وقت کیا ہوا عہد کہ تنگی اور ترشی میں ایک دوسرے کا ساتھ نباہیں گے بھول جاتے ہیں۔ اور اگر وہ ضروریات زندگی اور بچوں کی پرورش کے لئے ایک دوسرے پر انحصار نہ رکھتے ہوں تو پھر کوئی چھوٹی موٹی بات بھی اگر بڑھ کر طلاق تک پہنچ جائے تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۹۶۔۱۰۔۲۴)

باتیں تو پروفیسر صاحب نے درست کہی ہیں۔ طلاق کی اور بھی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن اس کا اصل علاج تو خدا کے حضور جواب دہی کا خوف، جوڑے کے والدین کا اپنے گھریلو حالات اور ان کا بچوں کے سامنے باہمی محبت وشفقت کا نمونہ اور بچپن میں کی ہوئی ان کی نیکی تربیت ہے۔ مگر جب معاشرہ میں مادہ پرستی، حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی شخصی آزادی، جنسی بے راہ روی، انانیت، لالچ اور بخل کینسر کی طرح پھیل چکا ہو تو سیانوں اور بزرگوں کی باتیں کب مؤثر ہوتی ہیں اور پھر بات بات پر طلاق نہ ہو تو کیا ہو۔ اسلام میں طلاق کو حلال چیزوں میں سے خدا کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اس میں جلد بازی سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"...... دراصل قرآن شریف میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ امر نہایت ہی ناگوار ہے کہ پرانے تعلقات والے خاوند اور بیوی آپس کے تعلقات کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے طلاق کے واسطے بڑی بڑی شرائط لگائی ہیں۔ وقفہ کے بعد تین طلاق کا دینا اور ان کو ایک ہی جگہ رہنا وغیرہ یہ امور سب اس واسطے ہیں کہ شاید کسی وقت اُن کے دلی رنج دور ہو کر آپس میں صلح ہو جاوے......"۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۹۰)

قدیم کافرستان میں اسرائیلی عنصر

(مظفر احمد چوہدری)

کافرستان ماضی قریب میں جلال آباد کے قریب سے لے کر چترال تک پھیلے ہوئے ملتے جلتے مذاہب کے پیروکاروں کے قبائل، قوموں اور گروہوں کی آبادیوں کا نام تھا۔ آج صرف کیلاش کافروں کی تین وادیوں کے سوا یہ ہزاروں مربع میل پر پھیلے ہوئے لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں۔

ان کافروں کے تہذیب و تمدن اور رسوم و رواج پر سینکڑوں محققین نے کام کیا ہے اور آج تک یہ کام جاری ہے۔ ایک بات جس پر قریباً ہر محقق متفق ہے وہ یہ ہے کہ ان وادیوں میں آباد قومیں اور قبائل ہزاروں برسوں کے دوران مختلف ناسازگار عوامل کے باعث اپنے وطنوں سے ترک مکانی کر کے ان علاقوں میں آباد ہوتے گئے۔

چند ایک محققین کے سوا جنہوں نے کسی حد تک ایک اسرائیلی عنصر کا وجود ان کافروں میں تسلیم کیا ہے کسی نے اس نظریئے کو درخور اعتنا نہیں سمجھا اور بعض واضح اسرائیلی اثرات کو قریب کی اسلامی تہذیب کا مرہون منت قرار دیا ہے۔

میری رائے میں بعض ایسے شواہد موجود ہیں جن پر مزید تحقیق حتمی طور پر اس نظریئے کو ثابت کر سکتی ہے۔ کہ ان مفرور قوموں میں بعض عناصر اسرائیلی ہیں۔

۱۔...... لاوی عنصر

کچھ شواہد ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم موسیٰ کا ایک حصہ ان وادیوں میں آج بھی بعض چھوٹے گروہوں کی شکل میں موجود ہے۔ اس بات کو تقویت کافروں اور اسرائیلی لوگوں کی بعض روایات کے اشتراک سے ملتی ہے۔ مثلاً:

(۱) ایلداد ہادانی ایک مشہور شخص گزرا ہے جس نے نویں صدی عیسوی میں قیروان کے لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ وہ گمشدہ قبائل میں سے ایک قبیلے دان کا فرد ہے اور اس نے گمشدہ قبائل کے مقامات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ "بنی وسیٰ" کے بارے میں اس کے بیان کے بارے میں قیروان کے لوگوں نے اپنے ربّی کو بتایا:

"اور اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ جب ہیکل تباہ ہو گیا تو اسرائیلی بابل چلے گئے اور کلدانی اٹھے اور بنی موسیٰ سے کہا: "ہمارے لئے صیہون کے گیت گاؤ" بنی موسیٰ اٹھے اور خدا کے آگے گڑگڑائے اور انہوں نے یہ کہتے ہوئے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں کہ:

"یہ انگلیاں جن کے ساتھ ہم ہیکل میں ساز بجایا کرتے تھے ان انگلیوں سے ہم ناپاک سرزمین پر کیسے ساز بجائیں"۔

ایک بادل آیا اور ان کو اُن کے خیموں اور بھیڑ بکریوں سمیت اور مویشیوں سمیت حویلہ لے آیا۔ اور رات کے وقت ان کو نیچے اتار دیا۔ مزید برآں اس نے ہم سے کہا:

"ہمارے باپوں نے ہمیں بتایا کہ اُن کے آباء نے اپنے اجداد سے سنا کہ رات کے وقت ایک شور اٹھا اور صبح کو انہوں نے ایک بڑی اور طاقتور فوج دیکھی۔ لیکن وہ ایک ایسے دریا سے گھرے ہوئے تھے جو کہ پتھروں اور گرد و غبار کے ساتھ ایک ایسی جگہ پر بہہ رہا تھا جہاں اُس سے قبل کوئی دریا نہیں تھا۔ اور یہ دریا آج تک پتھروں اور گرد و غبار کے ساتھ بغیر پانی کے اس زوردار گڑگڑاہٹ اور شور سے بہتا ہے کہ اگر اس کے سامنے لوہے کا پہاڑ نہ آجاتا تو یہ عظیم شور دور دور تک پھیل جاتا"۔

کافروں میں اس کے بالمقابل یہ روایت ہے:

"کام (کافروں کا ایک قبیلہ۔ ناقل) کے عمر رسیدہ لوگوں کے نزدیک "مادوگال" قبیلہ مندرجہ ذیل مخصوص حالات میں وجود میں آیا:

بہت عرصہ ہوا ایک روز کام دیش کے لوگ عالم بالا سے بجلی کے ایک کوندے کے گرنے سے سہم گئے۔ اس کے ساتھ ایک بڑی آواز اور بڑی آگ بھی تھی۔

کچھ عرصہ بعد لوگ اپنے گھروں سے نکلے تو انہوں نے سات آدمی دیکھے۔ اُن میں سے دو تو آلات موسیقی بجا رہے تھے جن کی لے پر دو آدمی ناچ رہے تھے جبکہ باقی تین "اِمرا" کے حضور مقدس مذہبی امور پوری تندہی سے بجا لا رہے تھے۔ ان افراد سے ہی جنہوں نے "کاٹروں" (ایک کمتر کافر قوم۔ ناقل) کی عورتوں سے شادیاں کیں۔ مادوگال کا تمام تر قبیلہ چلا"۔

("The Kafirs of the HinduKush P: 160-161)

بادل، زور دار گرج چمک، شور، آلات موسیقی، آسمان سے اترنا اور مذہبی امور کی انجام دہی وغیرہ جو لاویوں اور آل موسیٰ سے مخصوص تھی بتا رہی ہے کہ دونوں روایات ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ روایت دراصل اُس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ کس طرح غیر معمولی پرخطر حالات میں قوم موسیٰ نے فرار اختیار کیا۔ بعد ازاں اس واقعہ کو داستانی رنگ دے دیا گیا۔

مالابار میں سات یہودیوں کی روایت

مالابار کے علاقہ میں یہ روایت ہے کہ مالابار کے یہودی ان سات مردوں اور عورتوں کی اولاد ہیں جو ایک ظالم بادشاہ کے ظلم سے بھاگے اور مالابار کے قریب ان کا جہاز غرق ہو گیا اور صرف سات مرد اور عورتیں بچے جن کی نسل سے مالابار کے بنی اسرائیلی ہیں۔ ان میں سے ایک طبقہ بعد ازاں برہمنوں میں داخل ہو گیا۔

کشمیری برہمنوں کی روایت:

مہاراشٹر کے علاقہ میں کشمیری پنڈت برہمنوں کے بارے میں یہ روایت ہے کہ پرانے زمانے میں سفید رنگ کے یہ آدمی ایک طوفان میں بہہ کر ساحل سمندر پر آ لگے تھے۔ (مہاراشٹر کا علاقہ مالابار کے ساتھ ملحق ہے) اور ان سے ہی کشمیری برہمنوں کی نسل چلی۔

گلگت کی روایت:

گلگت کی مقامی روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے سات (جنّ۔ ناقل) سرداروں کو گلگت میں قید کیا تھا۔

۲۔...... پشور:

لاوی خاندان میں پشور کا نام عام تھا۔ اور کاہنوں کے ہاں عام ملتا تھا۔ یرمیاہ کے وقت میں پشور بن امّر ہیکل کا سردار کاہن تھا جسے یرمیاہ نے اس کے بداعمال کی وجہ سے خبر دی تھی کہ وہ اور اس کا خاندان اسیر ہو کر جلاوطن کئے جائیں گے۔

(یرمیاہ باب ۲۰ آیت ۱ تا ۶)

عذرا کی کتاب میں بھی پشور کی اولاد کے ایک حصے کے جلاوطنی سے واپس آنے کا ذکر ہے۔

کاہن خاندانوں میں اس نام کی موجودگی بتاتی ہے کہ اصل میں یہ لفظ بشور سے نکلا ہے یعنی خوشخبری سنانے والا یا پیشگوئی کرنے والا۔ اور اس کا مادہ۔ ب، ش، ر، ہے۔

وہ کاہن جو پیشگوئیاں کرتے تھے بشور کہلاتے تھے بعد میں غالباً یہ عام ذاتی نام کی حیثیت اختیار کر گیا۔ تاہم یہ نام صرف لاویوں اور کاہنوں تک محدود تھا۔

کافروں کے مذہبی نظام میں جو مختلف درجوں کے مذہبی پروہتوں پر مشتمل ہے "پشور" ایک اہم مرتبہ ہے۔ "The Kafirs of Hindukush" کا مصنف یوں اس عہدے کی تعریف کرتا ہے:

"Pshur, the individual who is supposed to become temporarily inspired during religious ceremonies and on other occasions" *(Page 415)*

"The Pshur is the individual who is supposed to be the subject of temporary inspiration.He has already been referred to frequently" *(Page 416)*

Snoy پشور کے لئے ٹرانسپریسٹ (Trans-Priest) کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔

(Religions of the Hindukush, P.87)

پشور کا طرز عمل جو دیکھنے والوں نے بیان کیا ہے وہ مندرجہ ذیل کنعانی طریق سے بہت ملتا جلتا ہے:۔

"The specific reference is to the Baal of Tyre – the prophets, in order to obtain a reply from their god struk themselves with lances and swords until the blood poured over them while they leaped and uttered loud cries". *(1-Kings xviii:28)*

(Israel from its beginings to the middle of the eighth Century, by Adlophe Lods)

کافروں میں پشور کا زیادہ کام اس طرح کی اچھل کود کے بعد قوم کی فتح یا شکست کے بارے میں کوئی پیشگوئی کرنا ہوتا تھا۔ ناکامی یا ہزیمت کی صورت میں پشور کو کافی ذلت اٹھانا پڑتی تھی۔

قاسیم

کنعانیوں میں کاہنوں کی ایک قسم قوسم کہلاتی تھی۔ ایڈلوف لودس لکھتا ہے:

"The passage from Deuteronomy already alluded to seems to attest the presence among the Canaanites not only of magicians, but also of diviners of various Kinds which it is unfortunately difficult to distinguish the "qosem" who perhaps used arrows, as in the "istiqsam" of the Arabs........."

(Israel from its beginings to the middle of the eighth Century, p.108 -by Adlophe Lods)

بعد میں qosem عبرانیوں اور عربوں کی مذہبی زندگی کا بھی حصہ بن گئے۔

کافرستان کے پاروینیوں میں بھی "قاسم" سب سے ممتاز ذات کا نام ہے۔ پارون وادی کے تمام سردار اس ذات سے منتخب کئے جاتے تھے۔ یہ Shtiwe میں رہتے تھے اور اپنا سلسلہ نسب امراء خدا سے ملاتے تھے۔ اور اس وجہ سے اس ذات کے لوگ اپنے علاقے کے لوگوں سے ان کی پیداوار کا دسواں حصہ بھی لیتے تھے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے بیان کے مطابق دیوتا ایک سفید بکرے (Ram) کی صورت میں آیا اور اس نے اس ذات کے جدامجد Kuzum کی بیٹی کو حاملہ کر دیا۔

"........ He assulted her when she was living with her seven brothers in an alpine meadow .... the relationship seems rather of an affinal nature, with the Kasem clan behaving as wife-givers to the god.On the other hand, Motamedi heared that the leader of the villages is considered as the sonofthisgod.*(Edelberg La 72:40)*

(Religions of the Hindukush, by Karl Jetmar P.52)

۳۔ رسوم

(الف)...... قربانی کے جانور کے گردے

کافروں میں یہ رسم تھی کہ بعض قسم کی قربانیوں میں جانور کے گردے الگ کر دئے جاتے تھے مثلاً باہم دوست بننے کی صورت میں جو جانور قربانی کیا جاتا تھا اس کے گردے الگ کر دئے جاتے تھے۔ یہی رواج اسرائیلیوں میں بھی تھا۔ چنانچہ گردے اور گردوں کی چربی قربانی کے جانور کے چنیدہ حصے ہوتے تھے جو کہ قربانی کے وقت یہوواہ کو پیش کئے جاتے تھے۔

(ب)...... پناہ کے شہر

ایک خالص اسرائیلی رواج گزشتہ صدی تک کافروں میں موجود تھا۔ بنی اسرائیل کے لئے تورات میں حکم موجود تھا کہ وہ خونیوں کے لئے پناہ کے شہر الگ بنائیں۔ قانون یہ تھا کہ اگر کسی سے کسی اسرائیلی کا خون ہو جائے تو وہ بھاگ کر پناہ کے لئے اپنے مقرر کردہ شہر میں پناہ لے لے۔

بالکل یہی تصور کافروں میں بھی موجود تھا۔ رابرٹسن نے اس کی تفصیل یوں لکھی ہے:

Cities of Refuge

The man who has caused the death of a fellow-tribesman at once takes to flight and becomes a "chile" or outcast for his clan will not help him in any way. His house is destroyed and confiscated by the victom's clan, and his property seized and distributed.

The village of Metgrom is the largest of several "Cities of refuge". It is almost entirely peopled by chiles, the descendants of slayers of fellow-tribesmen. I have known one of those people, a wealthy man, who had to avoid the Utahdari clan, go quitely to Ka'mdesh in th evening and hold a secret conference with Utah, the chief of the Utahdari, concerning questions of trade".

(The Kafirs of the Hindu-Kush. p: 441,442)

(ج)...... آگر۔ سبت

فصلوں کی کٹائی کے دوران ہر جمعرات کو کافر چھٹی کرتے تھے جس کا تصور سبت سے بہت ملتا جلتا تھا۔ کافر اس روز کو آگر (Agar) کہتے تھے۔ یہ دراصل عبرانی کلمے AAG / HAG سے نکلتا ہے جس کے معنی ہیں Feast۔ کافر لوگ اس دن کو بالکل کسی Feast کی طرح مناتے تھے۔ دعوتیں اور ناچ گانے کی مجالس کے لئے یہ دن مخصوص تھا۔ رابرٹسن لکھتا ہے:

AGAR

" ...... There is a series of rest-days or

Sabbaths, which occur every thursday during the time field-work is in progress. These rest days are called Agars. In 1891 the first Agar was on April 3, the last on's September 17. They usually began at Kamdesh on a wednesday night, when a fire was lit at the dancing place in honour of Imra, and the people danced and sang to the music of drums and pipes. The duty of lighting the fire for the Agar devolves on their Urir Jast, and was never neglected, even when the village was in mourning for the death of a warrior, or was depressed by reason of epidemic sickness or similar calamities. I failed to discover anything concerning the origin of these Agars. Their observance may have become a national custom, the origin of which is as difficult to determine as the Sabbaths of other ancient peoples. As Kam people were averse to starting on a journey on the Agar days, and as all the woman left their field-work altogather on these occasion, it is possible that the Agar was originally considered an unlucky day.

(د)......سوختنی قربانی

اسرائیلیوں کی طرح کافروں میں بھی سوختنی قربانی ملتی جلتی شکل میں رائج رہی ہے۔ اور کیلاش کافروں میں جو چترال میں رہتے ہیں آج بھی کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے۔

پارون

ایلد لوہادانی اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ:

"بنو زبولون (ایک اسرائیلی قبیلہ۔ ناقل) پارون کی پہاڑیوں میں آباد ہیں اور رابن کا قبیلہ (ایک اسرائیلی قبیلہ۔ ناقل) ان کے بالمقابل کوہ پارون کے عقب میں آباد ہے"۔

گویا پارون کا پہاڑی علاقہ اسرائیل کے بعض قبائل کا مسکن تھا اور بعض کو دوسرے قبائل سے جدا کرتا تھا۔ کافرستان میں ایک وادی ہے جسے کافر پرسون اور افغان جو اسرائیل کے گمشدہ قبائل سے ہونے کے مدعی ہیں پارون کہتے ہیں۔ یہ لمغان کے قریب (جہاں مہتر لامک کی زیارت ہے جسے والد نوح کہا جاتا ہے) بیچ کی وادی کے بالائی حصے پر مشتمل ہے اور کاتی نسل کے کافروں کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اسی طرح یہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان بھی گویا سرحد تھی۔

پارون کے باشندے کافر قبائل سے الگ ایک نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سوائے بعض مذہبی رسومات کے ان کی کوئی چیز بھی کافروں سے ملتی جلتی نہیں۔ اسی وجہ سے کافر ایک لحاظ سے ان کو حقیر جانتے ہیں۔

بشگال وادی کے گاتی کافروں کے نزدیک اِمرا (خدا تعالیٰ) نے ایک سنہری مشک میں مکھن کو ہلا کر کافروں کے تین گروہوں کو پیدا کیا اور چوتھی بد مشک میں پانی ڈال کر اسے ہلا کر پارونیوں کو پیدا کیا۔ گویا اس طرح کافر ان کے اپنے میں سے نہ ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔

ایک اور کافر روایت کے مطابق شروع میں خدا نے جنّوں کی ایک نسل پیدا کی۔ جلد ہی اسے ایسا کرنے پر پچھتاوا ہوا اور اس نے اِن کو ختم کرنا چاہا لیکن اتنے قریب زمانے میں اپنے سانس سے پیدا کردہ اس مخلوق کا خاتمہ اس کے لئے مشکل ہو گیا لیکن مونی (نبی) نے اس موقع پر اِمرا سے ایک تلوار حاصل کی اور اسے تمام جنوں کو ختم کرنے کا پروانہ مل گیا۔ تمام جن قتل کر دئے گئے لیکن ان میں سے سات بچ گئے جن سے پارون کی نسل چلی۔

(Kafirs of the Hindu-Kush P:161)

کافروں میں بلاشک وشبہ پارون کا علاقہ مذہبی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے...... اِمرا کا بڑا معبد بھی پارون کے گاؤں کشتگی میں ہے...... بہت سا مولو پارونی لوگوں کی (کافرستان میں۔ ناقل) تسلیم شدہ مذہبی سیادت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ دیومالائی کہانیوں کا مرکز بھی اکثر و بیشتر پارون کی وادی ہی ہے۔ (Religions of the Hindu-Kush Vol:1 P,32 by Karl Jetmar)

ولا کے لوگوں کو اپنی ضیافتوں کے ذریعے اگر عزت کا بلند ترین مرتبہ حاصل کرنا مقصود ہو تو انہیں لازماً پارونیوں کو مدعو کرنا پڑتا ہے۔ (Page 32)

کارل جٹ مار لکھتا ہے:

"How can one satisfactorily reconcile the contempt, coupled with constant accusation of cowardice and combined with relationship to demons on the one hand, with a role as the custodians of a major religious center on the other? Even more confusing is the report given to Buddress (Personally Communicated) that a secret "Language of the god's " is in ritual use in Parun. The entire "KAFIR" teritory seems to have encompassed an amphictyony with its main sanctuary in parsun .This might be the reason why Kati-speakers spared the prasun area during their expension.

رابرٹسن لکھتا ہے:

"یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کام قبیلے میں سے کوئی ایک فرد بھی پرسونی (پارونی۔ ناقل) زبان کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ جس کے متعلق ان کا فیصلہ یہ ہے کہ سوائے بچپن میں یہ زبان سیکھنے کے اسے سیکھنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ جبکہ دوسری طرف تمام پرسونی شکال کی زبان روانی سے بولتے ہیں"۔

(The Kafirs of the Hindu-Kush p: 120)

" Shtiwe کو Buddruss نے بتایا کہ Snoy (پارون کا ایک گاؤں) کے Kasim ذات کے لوگ اپنا نسب اِمرا خدا (مارا) سے ملاتے ہیں۔ اور پرسون کے تمام سردار آج بھی اِس ذات (Clan) سے ہوتے ہیں۔ ان کو دیگر گاؤں سے خراج (Tribute) لینے کا حق حاصل ہے۔

(Religions of Hindu-Kush. p: 33)

اس تمام خطے (کافرستان۔ ناقل) میں پرسون کے مرد اس اعتبار سے منفرد ہیں کہ یہ کاشتکار ہیں اور زمانہ قبل از اسلام سے ہیں۔ اس کے دیوتاؤں کے اپنے مقدس کھیت ہیں جہاں عورتوں کا جانا ممنوع ہے۔ چنانچہ تنہا مردوں کو انہیں کاشت کرنا پڑتا ہے۔ مردوں کے (کافروں کے نزدیک۔ ناقل) اس قدر ذلیل کن کاموں (یعنی خود کاشتکاری کرنا جو کافر مردوں کے لئے باعث عار ہے۔ ناقل) کے باعث ہی ان کے ہمسائے ان سے تعصب میں بڑھ گئے ہیں"۔

(Religions of Hindu-Kush. p: 31)

پارونیوں میں مردوں کا کاشتکاری کرنا اور عورتوں کا یہ کام نہ کرنا تبت سے لے کر چترال تک ایک عجیب بات سمجھی جائے گی کیونکہ یہ تمام اقوام سوائے کشمیریوں، پارونیوں اور پٹھانوں کے زراعت کا کام خود کرنا انتہائی ذلت کا موجب خیال کرتی ہیں۔

"پرسونی (پارونی۔ ناقل) لوگوں کے لئے احترام کی کمی شاید اس احساس کے ساتھ مل گئی ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں یہ اجنبی اور uncanny لوگ ہیں۔ اور اس بات نے ان کے ماخذ کے بارے میں داستانوں میں ذریعہ اظہار تلاش کر لیا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ سات دیویوں کی اولاد ہیں جنہیں خدا نے بدروحوں کی ایک عمومی Extermination کے وقت بچا لیا تھا"۔

(Religions of Hindu-Kush. p: 32)

مذہبی اور فوجی طبقات

ایلد لہادانی، دان، نفتالی، گاد اور آشر کے قبائل کے بارے میں لکھتا ہے:

"چار قبائل دان، نفتالی، جاد اور آشر ایک جگہ پر ہیں۔ اس کا نام قدیم حویلہ ہے جہاں سونا پایا جاتا ہے۔ اور ان کا ایک قاضی ہے جسے عبدون کہتے ہیں۔ اور وہ سزائے موت کے چاروں طریق پر عمل کرتے ہیں...... جو کوئی بھی بزدل ہوتا ہے وہ گاد کے کیمپ میں داخل کر دیا جاتا ہے...... ان میں سے ہر ایک طاقتور آدمی ان کے فوجی کیمپ میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ یہ جنگ کرنے میں اور دوسرے تورات کے مطالعے میں۔ یہ چار قبائل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جب یہ جنگ کے لئے جاتے ہیں تو مل جل کر نہیں جاتے۔ دان کے طاقتور مردوں کے لئے تین ماہ مقرر ہیں...... جب بادشاہ کو اپنا حصہ ملتا ہے تو وہ اسے علماء کو دے دیتا ہے جو شریعت کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

اس رسم کی باقیات بھی کاتی کافروں میں ملتی ہیں:

KAFIRISTAN

KATI

Clearly they were two separate careers, one civil and other military, ... A closer look will reveal another asect. for the candidate seeking to rise in the None-military hierarchy(.....) the attainment of ritual purityrequired for priesthood was a main condition..... It should be remembered that according to Robertson even boys were permitted candidates. By so doing,they did not win an influential position, but were allowed to act as acolytes for the priests who offered the sacrifices; Consequently religious careers existed side by side with military ones, and former also required costly feasts to legitimiz them. *(Religions of Hindu-Kush. by Karl Jettmar p:33)*

اختتامیہ

مندرجہ بالا مضمون میرے خیال میں بالائی افغانستان اور چترال میں اسرائیلی اور کنعانی اور آرامی عنصر پر تحقیق کے لئے ایک جواز فراہم کر سکتا ہے جو بعد ازاں حضرت مسیح ناصری کی ان علاقوں میں آمد کے بارے میں تحقیق کو آگے بڑھانے کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتابیات

(1) ...... Karl Jettmar.
The Religions of Hindu-Kush. Vol:1The religion of the Kafirs---The pre Islamic Heritage of Afghan. Nuristan ---------Translator from German Adam Nayyar---------Oxford &IBH Publishing Co. Pvt..Ltd. New Delhi, Bombay, Calcutta copyright: 1986- Printed in England by Aris & Phillips Ltd.

(2)..... The Kafirs of the Hindu - Kush By : Sir George Scott Robertson. ---- London---- 1996\ Lawrence & Bullen Ltd. 16 Henrietta Street Covent Garden. London. Printed by Ballantyne Hanson & Co. Ballantyne & Press.

(3)..... Notes on Afghanistan and Baluchistan by Major Henry George Raverty. First edition 1878. new edition. Gosha-e - Adab, Quetta..Pakistan 1976.

(4).... A short walk in Hindu-Kush . by Eric Newby . London 1961. First edition 1958. Arrow Books London U.K

(5)..... Israel from its beginnings to the Middle of the Eighth Century ---- by Adlophe Lods 1932 -- London . Kegan Paul Trench .Trubner & Co, Ltd. Broadway House 68 - 74 Carter Lane E.C. Printed by: Butler And Tanner Ltd.

(6) ..... Jewish Travellers Newyork 1904. Book of Eldad Ha Dani

۷.....طبقات ناصری۔ جلد اول، اردو ترجمہ
مصنف منہاج السراج مترجم غلام رسول مہر۔ مرکزی اردو بورڈ۔ گلبرگ لاہور۔ طبع اول جنوری ۱۹۷۸ء۔ ناشر اشفاق احمد۔ طابع: محمد زریں خان۔ زریں آرٹ پریس۔ ۶۱ ریلوے روڈ لاہور۔

برائے فروخت

ربوہ میں مجوزہ جلسہ گاہ کے بالکل سامنے ساہیوال چنیوٹ روڈ پر برلب سڑک دو ایکڑ (سولہ کنال) کا ایک قطعہ اراضی برائے فروخت موجود ہے۔ بجلی، ٹیوب ویل اور دو عارضی پختہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اور دو ایکڑ کی پوری پکی چار دیواری بھی بنی ہوئی ہے۔ ربوہ میں انوسٹمنٹ کا نادر موقع ہے۔

خواہش مند حضرات

ربوہ میں ٹیلیفون 211202 پر خالد منیر اختر اور

کینیڈا میں ٹیلیفون 905-668-2176 پر کریم جنجوعہ یا طارق کریم سے رابطہ کریں

کریم جنجوعہ فروری اور مارچ کے مہینہ میں ربوہ میں دستیاب ہونگے

وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا

(محمود احمد ملک)

۱۸۸۶ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے خاص نشان طلب کرنے پر اپنے رب کے حضور توجہ کی اور اس مقصد کے لئے الٰہی اشارہ پر خاص طور پر ہوشیار پور کا سفر بھی اختیار فرمایا اور وہاں چلہ کشی فرمائی اور خصوصی دعاؤں میں وقت گزارا- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپؑ کو ایک ایسے فرزند کی بشارت عطا فرمائی جو نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی عاجزانہ دعاؤں کا زندہ اعجاز تھا بلکہ اس موعود فرزند کی اپنی زندگی بھی قبولیت دعا کے نشانات اور تعلق باللہ کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے- سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعاؤں کی قبولیت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"- (منصب خلافت ص ۳۲)

چنانچہ قبولیت دعا کے اعجازی نشانات ہر دورِ خلافت میں ایک نمایاں شان کے ساتھ ظاہر ہوتے رہے اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ خلافت کے بھی بے شمار ایسے واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں جب دنیاوی حالات کے نامساعد ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے بندے کی تضرعات کو سنا اور قبولیت کا شرف عطا کیا اور اس طرح نہ صرف خلافت حقہ کے لئے اپنی تائید و نصرت کا ثبوت مہیا فرمادیا بلکہ پیشگوئی مصلح موعود کے عظیم الشان مضمون پر بھی مہر صداقت ثبت کردی جس کے ہر ہر لفظ میں خدا خود بولتا ہوا نظر آتا ہے-

ایک ایسا واقعہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبولیت بخشی، یوں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت چودھری اسداللہ خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور ۱۹۲۸ء میں حصولِ تعلیم کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے لیکن ماحول کے فرق کی وجہ سے طبیعت اس قدر بوجھل ہوئی کہ واپسی کی سیٹ بک کروالی اور حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کی سرزنش بھی آپ کے ارادہ کو تبدیل نہ کرسکی- لیکن روانگی سے چند روز قبل جب حضرت مصلح موعودؓ کا یہ پیغام پہنچا کہ اگر تعلیم حاصل کئے بغیر آگئے تو میں ناراض ہوجاؤں گا تو دل کی کایا پلٹ گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳ سالہ کورس ۲ سال میں مکمل کرلیا-

حضرت چودھری اسداللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ کمرہ امتحان سے باہر آکر جب میں نے دوسرے طلباء کے ساتھ جوابات کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ میرا پرچہ اچھا نہیں ہوا چنانچہ میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؓ نے جواباً فرمایا "میں دعا کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور کامیاب فرمائے گا"- محترم چودھری صاحب نے حضورؓ کا یہ جواب نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی اپنے دوستوں کو دکھادیا چنانچہ جب نتیجہ نکلا تو آپ کے نمبر سب دوستوں میں زیادہ تھے-

محترم چودھری اسداللہ خانصاحب اپنے ایک مضمون میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی شفقت کے واقعات بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ تقسیم ملک سے چند سال پہلے میں شدید بیمار ہوگیا اور پیشاب کی جگہ خون کے اخراج سے اس قدر کمزوری ہوگئی کہ پہلو بدلنا بھی ممکن نہ رہا- ایک دن حضرت مصلح موعودؓ عیادت کے لئے تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا "آپ کا جلسہ پر جانے کو تو جی چاہتا ہوگا؟"- میں نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا "وہ کون احمدی ہے جو جلسہ پر جانا نہ چاہے"- اس پر حضورؓ نے اپنی مبارک آنکھیں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور حضورؓ کی گردن سے نہایت خوبصورت سرخی چہرہ کی طرف بڑھنی شروع ہوئی کہ حضورؓ کا چہرہ، گردن، پیشانی اور کان سرخ، خوبصورت اور چمکدار ہوگئے- حضورؓ نے شہادت کی انگلی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "آپ انشاء اللہ ضرور جلسہ پر آئیں گے"- تھوڑی دیر کے بعد جب حضورؓ تشریف لے گئے تو مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی- پیشاب کیا تو اس میں ذرہ بھر بھی خون کی آلائش نہیں تھی- اس کے بعد میں تیزی سے روبہ صحت ہوا اور جلسہ سے تین چار روز قبل ہی قادیان میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوگیا-

حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ ڈھاکہ کے محترم فیض عالم صاحب کا بیان کردہ ہے- انہوں نے بیان کیا کہ ان کی اہلیہ ایک لاعلاج نسوانی مرض میں مبتلا تھیں اور ہر قسم کے علاج کے باوجود مرض بڑھتا ہی جارہا تھا حتی کہ زندگی سے بھی مایوسی ہوگئی- آخر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ کر حالات عرض کئے تو حضورؓ نے جواباً تحریر فرمایا "اچھی ہوجائے گی"- اسی دوران ان کی اہلیہ نے بھی خواب میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "دعا کو دوا کے طور پر استعمال کرتی جاؤ"- چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے (ڈاکٹروں کے نزدیک ایک لاعلاج) بیماری سے انہیں کامل صحت ہوگئی اور اولاد بھی عطا ہوئی-

جس طرح خلیفہ وقت کا وجود زمین کے کسی خاص حصے سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ساری دنیا کے لئے برکات اور فیوض کا منبع ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ وقت کی دعائیں بھی ساری دنیا کے انسانوں کے لئے یکساں شرف قبولیت پاتی نظر آتی ہیں- مصر کے ایک مخلص احمدی محترم عبدالحمید خورشید آفندی صاحب ۱۹۳۸ء میں ۴۰ روز کے لئے قادیان آئے اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں دس بارہ سال سے شادی شدہ ہونے کے باوجود اولاد سے محروم ہوں- حضورؓ نے دعا کرنے کا وعدہ کیا اور جب کچھ روز بعد آفندی صاحب دوبارہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؓ نے فرمایا "میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا کرے گا"- کچھ عرصہ قادیان میں مزید قیام کے بعد آفندی صاحب واپس مصر چلے گئے تو ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بلاد عربیہ کے پہلے مربی سلسلہ کے نام پر جلال الدین رکھا گیا- پھر دوسرا لڑکا شمس الدین اور ایک لڑکی عائشہ پیدا ہوئی- عزیزم جلال الدین جو خدام الاحمدیہ قاہرہ کے سیکرٹری اور ملک کے ایک قابل فخر وجود بھی تھے صرف ۲۲ سال کی عمر میں وفات پاگئے اور اس قومی نقصان پر مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے بھی اپنا تعزیتی پیغام بھجوایا تھا- گویا دعا کی برکت سے نہ صرف اولاد عطا ہوئی بلکہ اپنے معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کرنے والی اولاد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی-

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کی اسی شان کا ایک واقعہ محترم چودھری ظہور احمد صاحب مرحوم سابق ناظر دیوان یوں بیان کرتے ہیں کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں بھاگی ننگل میں ایک شخص بچھمن سنگھ رہتا تھا جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی- ایک روز اس نے محترم چودھری صاحب کے والد حضرت منشی امام الدین صاحبؓ سے کہا کہ میرے لئے حضرت صاحب (سیدنا حضرت مصلح موعودؓ) سے دعا کروائیں کہ خدا مجھے لڑکا دے دے، اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو میرے ہاں اولاد ہو جائے گی- حضرت منشی صاحب نے قادیان آکر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو حضورؓ نے فرمایا "میں دعا کروں گا اور انشاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہوگی"- چنانچہ کچھ عرصے بعد اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو بعد میں میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والا اپنے گاؤں کا پہلا شخص بنا-

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ حیات اس قسم کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے جن کے پیچھے مضبوط تعلق باللہ اور خدا تعالیٰ کی خاص نصرت ظاہر ہوتی ہے- حضورؓ نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا کہ "جب چودھری فتح محمد صاحبؓ ولایت سے آئے تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے ان کی آنکھوں کو دیکھا اور بتایا کہ بائیں آنکھ کا بچنا تو قریباً محال ہے اور دائیں بھی خراب ہو رہی ہے- مجھے اس سے قلق پیدا ہوا کہ چودھری صاحب کام کے آدمی ہیں- میں نے دعا کی تو رات خواب میں ایک شخص نے کہا کہ ان کی آنکھ تو اچھی ہے- صبح میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ خواب بتایا تو انہوں نے معائنہ کرکے کہا کہ مرض ایک بٹا تین رہ گیا ہے"-...... حضرت چودھری فتح محمد صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ اس سے پہلے میری آنکھ میں چنے کے برابر زخم ہوگیا تھا اور ہر ایک دوا مضر پڑتی تھی لیکن حضورؓ کی دعا سے ہر ایک دوا مفید ہونے لگی اور اب اس آنکھ کی نظر دوسری سے تیز ہوگئی ہے-

مذکورہ واقعہ میں کئی دیگر پہلوؤں کے علاوہ یہ بات بھی نمایاں ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں حضرت چودھری فتح محمد صاحبؓ کے لئے دعا کرنے کے جذبے کی بنیادی وجہ حضرت چودھری صاحبؓ کی خدمات دینیہ تھیں- پس یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کے حصول اور ان کی قبولیت کو تیز تر کرنے کے لئے دعاؤں کے طالب شخص کا دینی خدمات کے لئے کمربستہ ہونا ایک اہم امر ہے-

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے ایک اور واقعہ تاریخ میں یوں محفوظ ہے کہ "...... ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کی موت کی خبر سرکاری طور پر آگئی تھی- اس سے چند روز پہلے ان کے والدین یہاں آئے تھے اور بہت ضعیف تھے...... چونکہ موت کی خبر آچکی تھی، دعا تو کیا ہوتی کرب ضرور ہوا- رات خواب میں دیکھا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے- دوسرے دن اس کا ذکر احباب سے کردیا- چند روز بعد ڈاکٹر مطلوب خاں کا خط آگیا کہ میرے متعلق غلط فہمی ہوگئی تھی، میں مرا نہیں تھا بلکہ دشمن مجھ کو پکڑ کرلے گئے تھے"-

مکرم عبدالمومن صاحب کے والد محترم نے جب احمدیت قبول کی تو آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور دینی مدرسہ سے اٹھوا کر گھر میں بند کردیا گیا- جلد ہی آپ نے اپنے علاقے کو خیرباد کہہ دیا اور بہت تکالیف اٹھاتے ہوئے قادیان پہنچنے میں کامیاب ہوئے- وہاں پہنچ کر آپکو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ تو وفات پاچکے ہیں...... لیکن اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے یہ تسلی بھی دی کہ اگر تم حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں دیکھ سکے تو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو تو دیکھ لیا ہے-......

مکرم عبدالمومن صاحب حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پہلی بار نومبر ۴۹ء میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کرتے ہوئے کہ میں بحریہ میں سیلر (Sailor) ہوں، خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کی- حضورؓ نے دریافت فرمایا "پروموشن کہاں تک ہو سکتی ہے؟"- عرض کیا "لیفٹیننٹ کمانڈر تک"-...... ان دنوں بحریہ کی وسعت کے لحاظ سے ترقی بہت کم ملا کرتی تھی لیکن حضورؓ کی دعاؤں کی قبولیت کا یہ نشان تھا کہ آپ لیفٹیننٹ کمانڈر بن کر ریٹائرڈ ہوئے-...... مکرم عبدالمومن صاحب نے ایک اور مخلص احمدی محمد زین الدین صاحب سے براہ راست سنا ہوا ایک ایمان افروز واقعہ یوں بیان کیا کہ مکرم زین الدین صاحب سیلون کو ٹیکسٹائل برآمد کرنے کا کاروبار کرتے تھے- ۱۹۴۴ء میں جب آپ اپنا مال لے کر جنوبی ہندوستان کی ایک بندرگاہ تک پہنچے تو آپ کو یہ معلوم کرکے شدید صدمہ ہوا کہ مال بردار جہازوں کو جنگی مقاصد کے لئے طلب کرلیا گیا ہے اور سیلون کے لئے جہازرانی بند ہوگئی ہے- اس اطلاع کا مطلب تھا کہ آپ کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا- آپ نے شدید پریشانی میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کے لئے ٹیلی گرام ارسال کیا- اگلے روز بذریعہ ٹیلی گرام حضورؓ کا جواب موصول ہوا "آپ کا سامان سیلون پہنچ چکا ہے"- آپ فوراً بندرگاہ پہنچے اور اپنے سامان کی بابت معلوم کیا تو متعلقہ افسر نے بتایا کہ ایک جہاز جو سمندر میں تھا اور اس کا ہمیں علم نہیں تھا، وہ جیسے ہی بندرگاہ سے لگا، ہم نے سامان اس پر لاد دیا اور وہ اب سیلون پہنچ گیا ہے-

حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کا ایک نشان اس وقت ظاہر ہوا جب قیام پاکستان کے کچھ ہی عرصے بعد ۴۸ء کے انتہائی کٹھن حالات میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ جو بطور ناظر اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے تھے دل

بقیہ صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع ہوتے ہیں۔

محترم چودھری بشیر احمد صاحب

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا ستمبر ۹۷ء میں محترم چودھری بشیر احمد صاحب کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے آپکی اہلیہ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ رقمطراز ہیں کہ محترم چودھری صاحب ۲۰ر اگست ۹۶ء کی صبح حسب معمول بیت الاسلام ٹورانٹو تشریف لے گئے جہاں اچانک دوپہر کے وقت آپکی وفات ہوگئی۔ ان کے ساتھ میرا گزارا ہوا عرصہ حیات ۵۱ برس پر پھیلا ہوا ہے۔ وہ ہر حال میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز رہتے اور بچپن سے ہی نہایت نیک اور شریف النفس بچے کے طور پر مشہور تھے۔ جوانی میں بھی ان کے اطوار بزرگوں جیسے تھے۔ اسلام اور احمدیت کے عاشق اور خلافت کی اطاعت کو اپنا فرض عین سمجھتے۔ اپنی ملازمت کے سلسلے میں جہاں بھی گئے وہاں سب سے پہلے جماعت کے ساتھ رابطہ کرتے، جماعت نہ ہوتی تو تبلیغی امور میں مصروف ہوجاتے۔ ۲۰ سال نیوی کی ملازمت کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مشورے پر مرچنٹ نیوی میں آگئے۔ بارہا "جزیرہ مڈغاسکر" گئے جہاں آپکی تبلیغی کوششوں سے جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا حضور انور ایدہ اللہ نے نہایت محبت سے ایک خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا۔

ایک بار میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے میاں کی ترقی میں رکاوٹیں ہیں اگر حضورؓ مشورہ دیں تو کوئی اور ملازمت کرلیں۔ حضورؓ نے فرمایا "بشیر احمد تو وہاں جماعت کا بہت اچھا کام کر رہے ہیں، ہمیں تو ایسے آدمی ہر محکمہ میں چاہئیں، میں دعا کروں گا"۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے ترقیات کے بے شمار مواقع پیدا کردیئے۔

محترم چودھری صاحب آنحضورﷺ کے عاشق تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا نعتیہ کلام کثرت سے یاد تھا جسے بہت سریلی اور درد بھری آواز میں اکثر پڑھتے۔ آپؑ کا قصیدہ روزانہ سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر روزانہ پڑھتے۔ خود بھی اردو اور فارسی میں نعتیہ نظمیں کہیں۔ رات سونے سے پہلے اجتماعی دعا کرواتے۔ صاحبِ کشوف تھے۔ اکثر آنحضورﷺ کی زیارت بھی ہوتی تھی۔ آپ اول وقت پر نماز ادا کرتے۔ اشراق، تہجد اور نوافل باقاعدگی سے ادا کرتے۔ نوافل خصوصاً تہجد میں ایسی گریہ و زاری کرتے کہ اکثر ان کے تضرع سے آنکھ کھل جاتی۔

محترم چودھری صاحب امانت و دیانت کا حد درجہ خیال رکھنے والے تھے۔ اگر ذاتی کام کے لئے خط لکھنا ہوتا تو اپنا قلم کاغذ استعمال کرتے۔ ایک بار اپنے بیٹے کے ساتھ سفر سے پہلے گاڑی میں سوار ہونے سے پہلے ٹکٹ نہ لے سکے تو واپس آکر اپنے بیٹے سے ٹکٹ منگواکر پھاڑ دیئے اور کہا کہ ہم جاتی دفعہ ٹکٹ نہ لے سکے تھے ...... بے شک حکومت کے افسران کو تو پتہ نہیں لیکن خدا تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔

۷۴ء کے فسادات کے وقت محترم چودھری صاحب بسلسلہ ملازمت سنگاپور میں تھے۔ آپکے ایک بیٹے منیر احمد مربی سلسلہ کو اسیر راہ مولیٰ بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ کھاریاں میں جہاں ان کی فیملی مقیم تھی وہاں کئی بار فساد ہوا اور جلوس نے گھر پر حملہ آور ہوکر آگ لگانے کی کوشش بھی کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر بار انہیں ناکام بنادیا۔ نومبر میں جب چودھری صاحب دو ماہ کیلئے وطن واپس آئے تو اپنے گاؤں ساعیلہ بھی گئے جہاں کے غیر احمدیوں نے احمدیوں کو مسجد سے نکال دیا تھا۔ آپ نے بات چیت کرکے احمدیہ مسجد کے لئے زمین حاصل کی اور مسجد بھی تعمیر کروائی۔ آپ بڑے اولوالعزم، بلند حوصلہ اور مثبت سوچ رکھنے والے انسان تھے۔ فرمایا کرتے "بشیر احمد کی سرشت میں ناامیدی نہیں ہے"۔

محترم چودھری صاحب کے والد اپنے علاقے کے مانے ہوئے عالم تھے اور والدہ نے بھی بے شمار عورتوں اور بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت حاصل کی تھی اور وہ بڑی خدا ترس اور نافع الناس وجود تھیں۔ محترم چودھری صاحب کو خوبیاں وراثت میں عطا ہوئی تھیں۔ نیوی کی ملازمت کے دوران ۶۲ء سے ۷۴ء تک ہر سال حج کی توفیق پائی۔ نیز اپنے والدین اور دوسرے عزیزوں کی طرف سے بھی بارہ حج کئے اور بیشمار عمرے بھی ادا کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ کی علمی تحقیق کی تحریک پر خود کو پیش کیا اور خدمت کی توفیق پائی۔

—......☆......☆......☆......—

دمقراط

یونان کے ایک ساحلی شہر "آب درہ" میں ۴۶۰ قبل مسیح میں مشہور فلسفی اور سائنسدان دمقراط ایک دولتمند گھرانے میں پیدا ہوا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس نے ورثہ میں ملنے والی جاگیر اپنے بھائیوں میں تقسیم کردی اور خود نقد روپیہ لے کر تحصیل علم کے لئے طویل سفر پر روانہ ہوگیا اور مصر، حبشہ، عراق، ایران اور پاک و ہند کی سیاحت کے بعد واپس وطن پہنچا تو وہ ایک بوڑھا مفکر بن چکا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر اسکے عزیز اور دوست اسے دیوانہ سمجھنے لگے چنانچہ اس کے علاج کے لئے بقراط کو بلوایا گیا۔ بقراط جب دمقراط سے ملا تو اس نے "آب درہ" کے لوگوں سے کہا کہ جو شخص دمقراط کو دیوانہ سمجھتا ہے اسے خود اپنے دماغ کا علاج کروانا چاہئے۔ دمقراط کے بارے میں مکرم عمران بدر ہاشمی صاحب کا مضمون ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" اکتوبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے۔

دمقراط کو اس کے ایٹم کے نظریے نے نامور سائنسدان بنادیا۔ 'ایٹم' کا نام اسی کا وضع کردہ ہے جس کا مطلب ہے "ناقابل تقسیم"۔ اس کا کہنا تھا کہ دنیا کی ہر چیز ایٹم سے بنی ہوئی ہے اور ہلکی اشیاء کے ایٹم ہلکے اور بھاری اشیاء کے بھاری ہوتے ہیں۔ روح کے کچھ ایٹم جب جسم سے نکل جائیں تو نیند آجاتی ہے اور اگر سارے ایٹم نکل جائیں تو موت واقع ہوجاتی ہے۔

دمقراط کا انتقال ۹۲ سال کی عمر میں ہوا۔

—......☆......☆......☆......—

بقیہ از صفحہ 13 وہ اپنے مسیحی نفس اور ......

کے شدید حملے کا شکار ہوئے۔ یہ حملہ ایسا شدید تھا کہ ڈاکٹر زندگی سے ناامید ہوگئے۔ ایسے میں حضرت مصلح موعودؓ بہت رقت اور درد سے اللہ کے حضور دعاؤں میں مصروف تھے۔ حضرت نواب صاحبؓ کا دل ساقط ہوچکا تھا اور زندگی کے آثار تقریباً ختم ہوچکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دعائیں قبول کیں اور زندگی کی رَو پھر سے چلنی شروع ہوگئی۔ ڈاکٹر کہتے تھے کہ ایسا دورہ قلب ہم نے کتابوں میں تو پڑھا ہے لیکن اس کا مریض پہلی بار زندگی میں دیکھا ہے۔ چنانچہ اس دورے کے بعد ایک لمبا عرصہ تک حضرت نواب صاحبؓ کو خفیف حرکت کی اجازت بھی نہیں تھی۔ کئی بار حالت خطرناک ہوئی اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے دعاؤں سے نازک وقت ٹال دیا۔ حتیٰ کہ کئی ماہ بعد آپؓ قدم اٹھانے کے قابل ہوئے اور پھر تیرہ سال تک معجزانہ طور پر صحتمند زندگی گزاری۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کے اعجازی واقعات آپؓ کے تعلق باللہ کا عظیم الشان ثبوت ہیں۔ چنانچہ بے شمار ایسے واقعات بھی نظر آتے ہیں جب کسی نے حضورؓ کی خدمت میں کسی خاص مقصد کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ابھی خط لکھا ہی تھا یا لکھنے کا قصد ہی کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سائل کی مشکلات دور ہونی شروع ہوگئیں۔ مکرم محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں ان کا بچہ خونی پیچش سے ایسا بیمار ہوا کہ ڈاکٹر عاجز آگئے اور بچہ چند گھڑیوں کا مہمان دکھائی دینے لگا۔ تب میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کے لئے تار دیا اور اسی وقت سے بچے کو صحت ہونے شروع ہوگئی اور چند روز میں وہ بالکل تندرست ہوگیا۔

مکرم غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ 'الفضل' قادیان کا بیان ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء کو میرا نکاح پڑھا۔ اس کے بعد کئی سال تک میرے ہاں اولاد نہ ہوئی اور نہ میں نے حضورؓ کو درخواستِ دعا کی کہ حضور کو تو معلوم ہی ہے۔ لیکن ۲۲ر مئی ۱۹۲۲ء کو حضورؓ کا ایک مکتوب شائع ہوا جس میں درج تھا کہ :

۱۔ انسان کو دعا پر مخفی طور پر یقین نہیں ہوتا، وہ خود تو بعض دفعہ دعا کرلیتا ہے مگر دوسرے کو کہتے ہوئے اباء کرتا ہے۔

۲۔ کبھی دوسرے کو دعا کی تحریک مخفی تکبر کی وجہ سے نہیں کی جاتی۔

۳۔ کبھی شیطان اس کے متعلق دھوکہ دے دیتا ہے جس سے انسان دعا کروانا چاہتا ہے کہ میں ایسا مقبول نہیں کہ کوئی میرے لئے دعا کرے یا میں اس کے وقت کو کیوں ضائع کروں۔

۴۔ شامتِ اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جس کو فوائد سے محروم رکھنا چاہے تو اس کی توجہ اس شخص سے پھیر دیتا ہے جس سے وہ اپنے مطلب کو حاصل کرسکتا ہے ...... اور اگر پہلے امور میں سے کوئی وجہ نہیں تو آخری ضرور ہے۔

مکرم غلام نبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خط پڑھ کر میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں شادی کے ساڑھے آٹھ برس بعد لڑکی سے نوازا۔

حضرت چودھری غلام حسین صاحب کا بیان ہے کہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے اکثر حالات جو ابھی سربستہ راز ہوتے ہیں حضرت صاحبؓ پر کھولے جاتے ہیں۔ ...... میں نے ہر آڑے وقت میں حضرت مصلح موعودؓ سے رجوع کیا اور جتنا جلد ہوسکا دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے اس محبوب کی ایسی خاطر منظور ہے کہ ادھر لفافہ لیٹر بکس میں گیا اور ادھر مشکل حل ہونی شروع ہوئی۔

خلافت احمدیہ کے ساتھ قبولیت دعا کا مضمون ہمیشہ نمایاں شان سے وابستہ رہا ہے اور دراصل یہ ایک ایسا دوہرا رشتہ ہے کہ ایک طرف خلیفہ وقت کی دعائیں مومنوں کے حق میں قبول کی جاتی ہیں تو دوسری طرف مومنوں کی دعائیں خلافت سے پختہ تعلق کی بناء پر پایہ قبولیت کو پہنچتی ہیں۔ اس حقیقت کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس طرح بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

"میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اُسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا ...... اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ اُن کی دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔" (الفضل ربوہ ۲۷ر جولائی ۱۹۸۲ء)

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خلافت کے ساتھ حقیقی تعلق کا ادراک حاصل کرکے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرسکیں۔

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

Muslim Television Ahmadiyya

Muslim TV AHMADIYYA

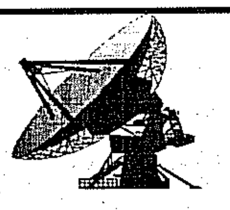

Programme Schedule for Transmission 20/2/98 - 26/2/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 20th February 1998
22 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 17 (R)
01.05	Liqaa Ma'al Arab - Session 179, Rec 02.7.96 (R)
02.15	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 28
03.35	Urdu Class - Lesson 184, (R)
04.15	Learning Dutch - Lesson 8 pt2
04.45	Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 102 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 17 (R)
07.00	Pushto Programme - "Ahmadiyya Beliefs"
08.00	M.T.A Variety
09.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 179, Rec 02.7.96 (R)
10.00	Urdu Class - Lesson 184, (R)
11.00	Yaum-e-Musleh Maud
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon, Live
14.05	Bengali Programme - Discussion on the life of Imam Mehdi
14.35	Rencontre Avec Les Francophones
15.35	Friday Sermon ,20.2.98 (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec 17.2.98
18.15	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class - No. 349 (New)
19.30	German Service: M.T.A special Yaum-e-Musleh Maud
20.35	Seerat Hadhrat Musleh Maud (R.A) by B. A. Rafique
21.45	Friday Sermon 20.2.98 (R)
22.50	Rencontre Avec Les Francophones
22.25	Children's Mulaqat with Huzoor - New (R)
23.25	Learning Swedish - Lesson 4

Saturday 21st January 1998
23 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 63, Part 1
01.25	Liqaa Ma'al Arab - (New)
02.30	Friday Sermon 20/02/98 (R)
03.00	Urdu Class No.349 Rec.18/02/98
04.05	Computers For Everyone -Part 47 (R)
04.40	Rencontre Avec Les Francophones -
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 63, Part 1
07.25	Saraiki Programme - Wafat-e-Masih
08.20	Seerat Hadhrat Musleh Maud (R.A) by B. A. Rafique
08.45	Liqaa Ma'al Arab Rec.17/02/98
10.00	Urdu Class No.349 Rec.18/02/98
11.10	Documentary - Antiquities of Sindh, "Thatha town"
12.00	Tilawat, News
12.30	Learning Swedish - Lesson 4
12.50	Indonesian Hour: Seerat un Nabi Dialogue
14.00	Bengali Programme - Various programme
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 21.2.98
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec.18/02/98 New
17.00	Arabic programme - Interview with Alhaj Ta'ah Mohammad sahib
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - New
19.30	German Service: 1) Sport "Football" 3) Der Diskussionskreis
20.30	Quiz programme "Seerat Hadhrat Musleh Maud"
21.00	Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, 25/07/97

Sunday 22nd February 1998
24 Shawwal

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.30	Children's Corner: Quiz
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 18.2.98(R)
02.00	Canadian Horizons - Food for thoughts
03.00	Urdu Class No.350 - New (R)
04.00	Learning Swedish - Lesson 4(R)
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 21.2.98 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Children's Corner: Quiz (R)
07.05	Friday Sermon - 20.2.98 (R)
08.05	Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, 25/07/97
09.35	Liqaa Ma'al Arab - 18.2.98(R)
10.00	Urdu Class No.350 - New (R)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - 1) Speech by Maulana Feroz Alam etc.
15.00	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends (New)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec. 19/02/98 New
17.00	African Programme
18.05	Tilawat ,Seerat un Nabi
18.25	Urdu Class -Rec.21/02/98 New
19.30	German Service: 1) Physik 2) Kindersendung mit Amir Sahib
20.30	Children's Corner - Kuddak No.15
20.50	Seerat un Nabi by Hafiz Muzaffar Ahmad
22.00	Dars-ul-Quran (No.4) (14th Jan 1997) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25	Learning Chinese

Monday 23rd February 1998
25 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner: Kuddak No.15
01.05	Liqaa Ma'al Arab - 19.2.98(R)
02.10	Seerat un Nabi (S.A.W)
03.15	Urdu Class Rec.21/02/98 NEW (R)
04.20	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Kuddak No.15
07.00	Dars-ul-Quran (No. 4) (14th Jan 1997) By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30	Quiz Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab- Rec. 19.2.98(R)
10.00	Urdu Class Rec.21/02/98 (R)
11.00	Sports: 2nd All Pakistan Atfal Rally 1997
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian - Lesson 44
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - Importance of M.T.A
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 103
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 180, Rec. 03.07.96
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - Lesson 185, Rec. 06.7.96
19.30	German Service - Begegnung mit Huzoor
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 63, Part 2
21.05	Lajna Magazine various programme
21.30	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 103 (R)
23.25	Learning Norwegian - Lesson 44

Tuesday 24th February 1998
26 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 63, Part 2(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 180 Rec. 03.07.96 (R)
02.00	Sports: 2nd All Pakistan Atfal Rally 1997
03.00	Urdu Class Lesson 185, Rec. 06.7.96 (R)
04.00	Learning Norwegian - Lesson 44
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 103 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 63, Part2 (R)
07.20	Pushto Programme - F/S 03.05.96
08.20	Islamic Teachings
09.05	Quiz programme
08.50	Liqaa Ma'al Arab - Session 180, Rec. 03.07.96 (R)
09.50	Urdu Class - Lesson 185, Rec. 06.7.96 (R)
11.00	Medical Matters: Host Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - 1) Quiz programme 2) Waqfeen-e-Naue Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 181, Rec. 04/07/97
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class - Lesson 186, Rec 07/07/96
19.30	German Service
20.30	Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 18
21.00	Seerat Un Nabi by Fareed Ahmad Naveed
21.30	Around The Globe - Hamari Kaenat No.112
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French (R)

Wednesday 25th February 1998
27 Shawwal

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 18 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.181- Rec. 04/07/96 (R)
02.00	Medical Matters: Host : Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi (R)
03.00	Urdu Class No.186 Rec.07/07/96 (R)
04.00	Learning French
04.30	Hikayat-e-Shereen (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 18 (R)
07.00	Swahili Programme - Muzakara
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat No.112 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.181 Rec. 04/07/96 (R)
10.00	Urdu Class No.186 Rec. 07/07/96 (R)
11.00	Conversation
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Turkish- Lesson No.9
13.00	Indonesian Hour- Dars-ul-Quran
14.00	Bengali Programme - F/S 6.06.97
15.00	Tarjumatul Quran Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.182 Rec. 09/07/97
17.00	French Programme - A talk about the life of Holy Prophet (S.A.W)
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
18.30	Urdu Class No.187 Rec. 12/07/96
19.30	German Service - Kinder Lerner Namaz, IQ
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.64 part1
21.00	Al Maidah -
21.15	Perahan - Lajna Imaillah
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Learning Turkish - Lesson 9(R)
23.25	Arabic Programme

Thursday 26th February 1998
28 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.64 part1 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.182 Rec.09/07/96 (R)
02.00	Programme from Canada
03.00	Urdu Class No.187 Rec.12/07/96 (R)
04.00	Learning Turkish - Lesson 9 (R)
04.30	Arabic Programme (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.64 part1(R)
07.00	Sindhi Programme
08.00	Al Maidah
08.15	Perahan
08.55	Liqaa Ma'al Arab No.182
10.00	Urdu Class No.187
11.00	Quiz - History of Ahmadiyyat
11.30	Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch Lesson no.8 part2
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme 1) Q & A session 2) Handicrafts
15.00	Homoeopathy Class No.104 With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.183
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class No.187
19.30	German Service: Play to win, M.T.A variete
20.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 19
21.00	M.T.A Variety
22.00	Homoeopathy Class No.104 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25	Learning Dutch - Lesson No.8

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, February 20, 1998 No. 8

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

شاعر مشرق اور حقہ نوشی کا آرٹ

آل انڈیا خلافت کمیٹی کے سیکرٹری محی الدین غازی اجمیری کا ایک چشمدید بیان:

جناب غازی صاحب خلافت ہاؤس بمبئی میں ڈاکٹر سر اقبال کی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"ہر شخص دیدہ و دل فرش راہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ خلافت کا سارا کاروبار معطل ہو کر رہ گیا اور ہر کارکن اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر علامہ کے گرد گھومنے لگا۔ ہم سب گل افشاں گفتار سے لطف اندوز اور خدمت گزاری کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے رہے.......... علامہ کی طرف سے **حقّہ کی فرمائش** ہم سب کے لئے عقدہ لاینحل بن گئی۔ سب کارکنان خلافت ایک اچھی پوزیشن رکھتے تھے اور جس حیثیت کے تھے اس سے اپنے آپ کو کچھ برتر ہی تصور کرتے تھے۔ لیکن علامہ کے اس مطالبے نے ہماری ساری شیخی کرکری کر کے رکھ دی۔ اب ہم خلافت ہاؤس کے ارد گرد جھونپڑیوں کا طواف کر رہے تھے اور ہوٹلوں کے ملازمین کی خوشامد کرتے پھر رہے تھے۔ کسی سے چلم حاصل کی، کسی سے نیچہ لیا، کسی نے حقہ کی نے ہاتھ میں تھما دی، کسی نے نہایت بدبودار تمباکو کو ہاتھ پر رکھ دیا۔ کسی نے تمباکو کا نہایت بد قطع کالا کلوٹا ڈبہ تھما دیا۔ الغرض بدقت تمام اجزا فراہم کر کے لائے اور حقہ تیار کر کے علامہ کے سامنے رکھا۔ علامہ نے حقے کی نے ہاتھ میں لی، حقے کے درمیانی حصے کو چھوا اور تیوری پر قدرے بل ڈال کر فرمایا کہ **ارے اس کو تازہ نہیں کیا!**۔

حقہ اور تازہ! ابھی ہم اس کے مفہوم پر ہی غور کر رہے تھے کہ حاضرین میں سے حقے کے کسی ماہر نے "تازہ" کے مفہوم پر روشنی ڈالی۔ ایک صاحب نے حقہ اٹھایا اور نل کے نیچے رکھ کر چلم سمیت اس پر پانی بہا دیا۔ چلم میں سے شعلہ بھڑکا اور چشم زدن میں آگ بجھ گئی اور راکھ مع تمباکو کے بہہ گئی۔ غیر معمولی تاخیر ہونے پر علامہ خود بخود نل پر گئے۔ دیکھا کہ پھر از سر نو چلم میں تمباکو اور آگ رکھی جا رہی ہے۔ بہت ہنسے اور فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ **آپ میں سے کسی کو بھی حُقّہ بھرنے کی تمیز نہیں اور اس کی لطافت کا ذوق نہیں ہے۔ یہ تو بڑی کمی ہے۔** تیسری بار علامہ کی آمد اور خلافت ہاؤس میں قیام کی اطلاع ملتے ہی ہم سب بجائے اس کے کہ خوشیاں مناتے حقے کے اجزاء کی فراہمی کیلئے فکر مند ہو گئے اور مختلف بازاروں کی سمت دوڑ پڑے جس جس بازار میں اس کے اچھے سے اچھے اجزاء مل سکتے تھے وہاں پہنچے اور تمام اجزا سے حقے کا جو مجموعہ تیار ہوا وہ بڑا ہی خوشنما اور دلفریب تھا۔ ابھی ہم اس بحث میں ہی الجھے ہوئے تھے کہ اس حقے کو دیکھ کر علامہ کس طرح اظہار خوشنودی و پسندیدگی فرمائیں گے کہ کسی نے تمباکو کی یاد دلا کر بحث میں کھنڈت ڈال دی معلوم ہوا کہ ہم حقے کی روح تمباکو تو لائے ہی نہیں جس کے بغیر حقے کا وجود اور اس کی ساری خوشنمائیاں بے کار ہیں۔ اب تمباکو کا مسئلہ تھا اور ہم تھے۔ رد و کد کے بعد طے ہوا کہ معمولی تمباکو تو بدبودار اور واہیات ہوتی ہے۔ لکھنؤ کا تازہ سے تازہ خمیر لانا چاہئے چنانچہ ٹیلی فون کے ذریعہ ماہرین و مبصرین کی نشان دہی پر ایسی چند دکانوں کا پتہ نشان معلوم کر کے لکھنؤ کا نہایت عمدہ خمیرہ بڑی مقدار میں خرید کیا گیا۔ ستم ظریف دکاندار جب دام وصول کر کے خمیرہ سر منڈھ کر چکا تو اس نے منہ کھولا اور ہم سب کو ایک اور نئے قسم کے آزار میں مبتلا کر دیا۔ کہنے لگا یہ خمیرہ بیکار ہے جب تک اس میں گڑھا کو (ایک نئے قسم کے کے نہایت کریہہ تمباکو کا ملغوبہ) کی پرانے گڑ کے ساتھ آمیزش نہ کی جائیگی کام نہ چل سکے گا۔ بہر حال اس کے نشان پتہ بتلانے پر گڑھا کو اور پرانا گڑ تلاش کر کے لائے۔ اسی کی بتلائی ہوئی مقدار و ترکیب کے مطابق ایک صاف پتھر پر ان اجزاء کو اوپر تلے دھر کر خوب خوب کٹائی کی گئی تا آنکہ معجون مرکب قسم کا کالا کالا حلوہ سا تیار ہو گیا۔ رات کا زیادہ حصہ خلافت ہاؤس کی صفائی کے اہتمام میں بسر کیا اور کم حصہ سو کر کاٹا۔ صبح چائے اور ناشتے کے بجائے حقے کو تیار کرنے کی فکر دامن گیر رہی۔ طے ہوا کہ علامہ جونہی ہال میں تشریف فرما ہوں، فوراً سلگتا ہوا، خوشبوئیں بکھیرتا ہوا تازہ بتازہ گرما گرم حقہ ان کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ یہ بات کہنے کی تو نہیں ہے لیکن اس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے قلوب پر علامہ کی عظمت کے کیسے گہرے نقوش ثبت تھے کہ ہم میں سے ہر شخص جو بزعم لیڈری عالم اسلام و متحدہ ہندوستان کی بڑی سے بڑی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتا تھا اس کے دل میں یہ خواہش پنہاں تھی کہ سب سے پہلے علامہ کی خدمت میں حقہ پیش کر کے سرخروئی حاصل کرے۔ ایک بار کسی صاحب نے علامہ سے سوال کر دیا کہ "**حُقّے میں کیا مزا ملتا ہے**"۔ مختصر، سادہ معنی خیز جواب ملا" **پی کر دیکھو**"۔ یہ اسی طوالت کا اختصار ہے ؎

ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں"

(اوراق گم گشتہ۔ مرتبہ رحیم بخش شاہین ایم اے۔ صفحہ نمبر ۲۳۱ تا ۲۳۳۔ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

ڈاکٹر سر اقبال کے پرستاروں کی طرف سے اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی باکمال شخصیت کے بارہ میں لٹریچر کا انبار لگا دیا گیا ہے مگر ان کے "فن حقہ نوشی" پر بہت کم قلم اٹھایا گیا ہے۔

دنیا کی موجودہ فضا کو آلودہ کرنے اور صحتوں کو برباد کرنے میں تمباکو جو خوفناک کردار ادا کر رہا ہے، شاید اس کی ہلاکت آفرینیوں کا تصور حیاتِ اقبال کے اس پہلو کو تشنہ رکھنے کا ذمہ دار ہے۔

☆......☆......☆

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بلا تبصرہ

اللہ کو حاضر جان کر کہیے

جناب مسعود احمد خان مدیر ایسٹرن نیوز کینیڈا اپنی حالیہ اشاعت (۵ تا ۲۱ فروری ۱۹۹۸ء) میں لکھتے ہیں :

"اس سال مسی ساگا جیسے چھوٹے شہر میں کم از کم پانچ جگہ عید کی نماز ادا کی گئی اور ہر جگہ عید کا انتظام مختلف لوگوں نے کیا۔ صرف ان تمام انتظام کرنے والوں میں ایک قدر مشترک تھی وہ یہ کہ سب کے سب مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ بھئی! جب آپ سب مسلمان ہیں تو اپنی اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد کیوں بنا رہے ہیں یا دوسرے امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ بتلانے والے بتاتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب عاشق رسولؐ ہیں۔ فلاں اہل السنّت والجماعت والے ہیں۔ فلاں ہری پگڑی باندھتے ہیں اور فلاں تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی کو مدرسہ بنانا ہے۔ کسی کو مسجد اور کسی کو مسلمانوں کا قبرستان۔ چلئے حضور بنائیے جو بنانا ہے مگر عیدین کی نماز تو عیدگاہ میں کروائیے۔ سب مل کر...... ایک جگہ نماز عیدین ادا کریں۔ پھر خیال آتا ہے اگر ایسا ہو تو فطرہ کیسے تقسیم کریں، چندہ کون لے گا، صدقے کی رقم کون اکٹھا کرے۔ گویا فطرہ، چندہ اور صدقہ ہم مقتدیوں کو ایک امامت اور عیدگاہ میں اکٹھا ہونے سے روک رہا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہر مسجد میں دعا کی جاتی ہے کہ "اے اللہ! مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا فرما"......... چار مولوی آپس میں تو اتحاد رکھ نہیں سکتے۔ مسلمانوں میں اتحاد کی دعا کیوں قبول ہو گی" **(مرسلہ: ہدایت اللہ ہادی۔ ٹورانٹو، کینیڈا)**

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی اور تُو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں کھول کر تنبیہ کر دی گئی تھی کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے اسے دشمن کے طور پر پکڑو۔ یہ کھلی کھلی تنبیہ اتنی وضاحت، اس قدر تسلسل اور ربط کے ساتھ دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں ملے گی۔ شیطان دھوکہ کرتا ہے اور آپ کا دشمن ہے۔ یہ پہلی تنبیہ ہے جو انسان کو کی گئی مگر اِلاّ مَا شَاءَ اللّٰہ سب نے دھوکہ کھایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ شیطان سے بچنے کا راز ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا...... الخ﴾. یہی دعا آج بھی ہمارے لئے شیطان سے بچنے یا شیطان کے زخموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہمارے کام آسکتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے تفصیل سے بار بار بتلایا ہے کہ کس قدر باریکی سے آپ کو اپنی زندگی کے معمولات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کی مثال بوڑھی عورت کی سی ہے اس سے محبت کوئی پاگل ہی کر سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو شخص دن رات جھوٹ بولتا ہے وہ حق خدا کا بندہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شیطان جو دھوکہ دیتا ہے یہ نہیں کہ اسے پہچانا نہیں جا سکتا۔ اگر انسان حق پر قائم ہو جائے تو دھوکے کو پہچان سکتا ہے۔

حضور نے آیت قرآنی کے حوالہ سے بتایا کہ شیطان اس انتظار میں رہتا ہے کہ لوگوں کے درمیان تفریق پیدا کرے۔ سارے جھگڑے بری باتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ہمیشہ اچھی اور بہترین بات کیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو نہ بولنا بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ یہاں ان حالتوں کی بات کر رہے ہیں جن میں انسان نفس کا مغلوب ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک کے حوالہ سے حضور نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت کو بھی واضح فرمایا اور بتایا کہ اچھی باتوں کی طرف بلانا لازم ہے۔ اس سے انحراف ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر بات کا انداز ایسا ہو کہ اس سے اچھا طریق ممکن ہی نہ ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ امر حق کے اظہار سے رکے۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ جب آپؐ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اپنے پرائے سب دشمن ہو گئے مگر آپ نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔

حضور نے فرمایا کہ یہ عزم لے کر تبلیغ کی راہ میں سفر کرنا ہے لیکن اس شعور کے ساتھ کہ ہمارے بیان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ ہر ممکن احتیاط کریں کہ وہ پیاری بات اور پاک بات ہو۔ پھر اگر دشمن خلاف ہوتا ہے تو اس کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ جب دشمن آپ کی بات نہیں مانے گا تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے نہ ماننے کا غم محسوس کریں اور وہ غم صبر اور دعاؤں میں تبدیل ہو جائے۔ اگر اس طرح آپ سفر کرتے ہیں تو یہ ہتھیار دل جیتنے والے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے امید ظاہر فرمائی کہ احباب ان باتوں کو دل سے باندھ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔